ماہنامہ
لاہور
مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیار ہے

جلد ۹ — نومبر ۱۹۹۶ء — شمارہ ۱۱

مجھے اُن ﷺ سے پیار ہے

ایڈیٹر: راجا رشید محمود

ڈپٹی ایڈیٹر: شہناز کوثر
اظہر محمود

مینجر: اختر محمود

مشیرِ خصوصی: چوہدری رفیق احمد باجوہ
ایڈووکیٹ

قیمت ۱۵ روپے (عام شمارہ)
۶۰ روپے (اشاعتِ خصوصی)
۲۰۰ روپے (زرِ سالانہ)
عرب ممالک کے لیے: ۱۰۰ ریال

پرنٹر: حاجی محمد نعیم کھوکھر۔ جیم پرنٹرز۔ لاہور
پبلشر: راجا رشید محمود
کمپیوٹر کمپوزنگ: نعت کمپوزنگ سنٹر
خطاط: منظر رقم
بائنڈر: خلیفہ عبدالمجید۔ بک بائنڈنگ ہاؤس، ۳۸۔ اردو بازار۔ لاہور

اظہر منزل۔ مسجد سٹریٹ نمبر ۵۔ نیو شالامار کالونی۔ ملتان روڈ
فون ۷۴۶۳۶۸۴ لاہور (پاکستان) پوسٹ کوڈ ۵۴۵۰۰

سرکار ﷺ ہم گنواروں میں طرزِ ادب کہاں
ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

تاج محل
بینکوئٹ ہال

فیروز پور روڈ
(بالمقابل قذافی سٹیڈیم) لاہور

فون:
۵۸۶۲۵۵۳
۵۸۶۴۵۵۳
۵۸۳۷۰۸۶
۵۸۳۷۱۰۹

پروپرائٹر: محمد وحید شیخ

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیے
اصل مُراد حاضری اُس پاک در کی ہے

❁ ❁ ❁

پائپ کی دُنیا میں اعتماد کا نشان

پاکستان نیشنل پائپ انڈسٹریز

ہیڈ آفس: امین پارک، نزد طاہر الاسلام پٹرول پمپ
بند روڈ - لاہور ۲

فون: ۷۷۲۲۷۰۷
۷۷۲۲۷۰۸
۷۷۲۲۷۰۹
۷۷۲۲۷۱۰

برانچ آفس: المدینہ پائپ ٹریڈرز
ایچ/۳ نمبر ۱۵، یثرب مارکیٹ۔ سرکلر روڈ لاہور ۷

مینجنگ ڈائریکٹر: حاجی محمد سلیمان

مجھے اُن ﷺ سے پیار ہے

راجا اختر محمود

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شعار جس کا ثنائے رسولِ اکرم ہو
اس آدمی کی محبت خدا نصیب کرے

نعت سے محبت کرنے والی محترم بہن

زینت خاتون مرحومہ و مغفورہ

کے ایصالِ ثواب کے لیے

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ
مرحومہ کی بلندئ درجات کیلئے دعا کریں

ملک خان محمد

باٹا پور کالونی نمبر ۳
باٹا پور۔ لاہور۔

مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار ہے

جن سے پیار کرنا مجھے سکھایا گیا ہے۔

مجھے یہ تعلیم خود انھوں نے دی ہے۔

انھوں نے فرمایا کہ مسلمان وہی ہے جو مُجھ سے پیار کرے۔

پیار بھی کتنا؟

جتنا پیار مسلمان اپنے ابّا جان اور امّی جان سے کرتا ہے، اس سے بھی زیادہ۔

انھیں اللہ کی باتیں ماننے والے لوگ سب سے زیادہ پیارے ہیں۔

اُن میں سے بھی بچّے انھیں زیادہ پیارے ہیں۔

انھوں نے بچّوں سے بہت پیار کیا۔

انھوں نے سب سے کہا کہ بچوں سے پیار کیا کریں۔

ہمارے اتنے پیارے رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ہمیں سب سے زیادہ پیار کیوں نہ کریں۔

ہم مسلمان بچّے ہیں۔

ہمیں اپنے پیارے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیار ہے۔

میں مسلمان بچّہ ہوں۔

مجھے اُن سے پیار ہے۔

بہت زیادہ پیار ہے۔

☆-----☆

مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیار ہے
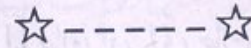
جنھیں اللہ تعالیٰ سے پیار ہے۔

اللہ تعالیٰ کو بھی اُن سے بہت پیار ہے۔

اُس نے انھیں اپنا آخری رسول بنا کر بھیجا ہے۔

اُس نے کہا کہ میرے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ جو کچھ فرمائیں، اُسے میرا حُکم سمجھو۔

اُس نے کہا کہ میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہر بات مانو۔

اُس نے کہا، ان کی بات مانو گے تو میں تم سے مَحبّت کرنے لگوُں گا۔

اُس نے کہا، اُن کی باتیں ماننے ہی میں سب لوگوں کی بھلائی ہے۔

اللہ تعالیٰ خود اُن کی بات مانتا ہے۔

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے ہیں مگر وہ اُن سے پیار کرتا ہے۔

اُس نے ہمیں سِکھایا کہ ہم بھی اُن سے پیار کریں۔

ہم اُن سے پیار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہوتا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ کو خوش کریں۔

اللہ تعالیٰ جس نے ہمیں پیدا کیا،

جو ہمیں رزق دیتا ہے۔

جو مسلمان ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ اللہ کا حکم مانے۔

میں مسلمان ہوں،

اِس لیے میں اللہ کا حکم ماننے کی کوشش کرتا ہوں۔

میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبّت کرتا ہوں۔

اور یقیناً آپ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتے ہوں گے اور کرتے رہیں گے۔

☆-----☆

مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار ہے

جن کو ہم سے پیار ہے، اُن کو بڑوں سے بھی پیار ہے۔

مگر انھیں بچّوں سے بہت ہی زیادہ پیار ہے۔

ہمارے پیارے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ بچّوں کو پیار سے بُلاتے تھے۔

بچّوں کی معصوم سی شرارتوں پر ناراض نہیں ہوتے تھے۔

اگر کوئی بچہ پریشان ہوتا تو اس کی پریشانی دُور فرماتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کو پیار سے گود میں بٹھا لیتے۔

بچوں کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھا لیتے۔

ایک بار ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچوں سے فرمایا کہ جو بچّہ دوڑ کر سب سے پہلے مجھ تک پہنچے گا، اُسے

انعام ملے گا۔

یوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کو دوڑتے دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔

ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بچے کو گود میں اٹھایا، اور اُسے پیار کیا، تو ایک صاحب بولے۔ یارسولَ اللہ صلی اللہ علیکَ وسلم! میں تو اپنے بچوں کو پیار نہیں کرتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کی بات کو پسند نہ فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ بچے پیار کے قابل ہوتے ہیں۔ اُن سے پیار کرو۔

جو بچوں سے پیار نہیں کرتا، اس کا دل سخت ہے اور جس کا دل اتنا سخت ہو، اسے اللہ پسند نہیں کرتا۔

کہیئے۔ جو بچّوں سے اتنا پیار کرتے ہوں، اُن سے پیار کرنا ضروری ہے نا۔

اس لیے میں اُن سے پیار کرتا ہوں۔

☆-----☆

مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار ہے

جنھوں نے مسلمانوں کو پیار سے، محبّت سے زندگی گزارنے کی تعلیم دی۔

جنھوں نے مسلمانوں کو بھائی بھائی بنایا۔

جنھوں نے فرمایا کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان بھائی سے نہ لڑے۔

جن کا حکم ہے کہ ایک دوسرے کے کام آؤ۔

ایک دوسرے کی مَدد کرو۔

ایک دوسرے کو نقصان نہ پہنچاؤ بلکہ فائدہ پہنچانے کی کوشش کرو۔

میں مسلمانوں کو ایک دوسرے سے لڑتا جھگڑتا دیکھتا ہوں تو

مجھے دُکھ ہوتا ہے۔

انھوں نے فرمایا کہ کسی مسلمان کی طرف لوہے کی بنی ہوئی کوئی چیز سیدھی نہیں کرنی چاہیے۔ پھر یہ لوگ جو لوہے کی بنی ہوئی چیزوں سے مسلمانوں کو مار دیتے ہیں، کتنے ظالم ہیں۔

میں سُنتا ہوں کہ کسی مسلمان نے کسی مسلمان کو قتل کر دیا، مار ڈالا تو حیران ہوتا ہوں کہ وہ کیسا مسلمان تھا جس نے اپنے پیارے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی بات نہیں مانی، اُن کے حکم کے خلاف کام کیا۔

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مسلمانوں کو آپس میں محبّت سے رہنے کا حکم فرماتے ہیں۔

وہ تو چاہتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے سے نہ لڑیں۔

آپس میں پیار اور محبت سے رہیں۔

ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

مجھے اُن سے پیار ہے، جنھیں سارے مسلمانوں سے پیار ہے---

☆-----☆

مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار ہے

جن پر اللہ تعالیٰ درود بھیجتا ہے۔

جن پر اللہ کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔

جن پر درود اور سلام بھیجنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

میں اللہ کے اِس حکم پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا نام آتا ہے تو میں درود شریف پڑھتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پڑھوں یا لکھوں تو بھی درود شریف پڑھتا ہوں۔

میں "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم" پڑھتا ہوں۔ یہ درود شریف ہے۔

میرے بہن بھائی اور ماں باپ بھی درود شریف پڑھتے ہیں۔

جو شخص ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایک بار درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

مجھے دن میں جب بھی وقت ملتا ہے، کوشش کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود شریف پڑھوں اور زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں حاصل کروں۔

اللہ تعالیٰ مجھ پر رحمتیں بھیجتا ہے۔

جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھ پر رحمتیں بھیجتا ہے،

جن پر درود شریف پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھ پر خوش ہوتا ہے،

مجھے ان سے پیار ہے۔

☆-----☆
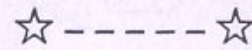
مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیار ہے

جو بچوں کو گود میں اُٹھاتے تھے، اُنھیں پیار کرتے، ان سے باتیں کرتے تھے۔

بچّے اُن کے کندھوں پر سوار ہو جاتے۔

حضرت امام حسینؓ سجدے میں اُن کی کمر پر سوار ہو گئے تھے۔

اپنی نواسی کو انھوں نے گود میں اٹھا کر نماز ادا فرمائی۔

کچھ بچّوں کے منہ میں اپنی پیاری زبان مبارک ڈالی۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے کچھ بچوں کی پیشانی کو چوما۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بچوں کے مُنہ میں اُنگلی ڈال دیتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بچوں کے سر پر، منہ پر، سینے پر پیار سے

ہاتھ پھیرتے۔

پیار سے بچّوں کے بال پکڑتے' انھیں گلے سے لگا لیتے۔

اگر میں اُس وقت ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے بھی سر پر ہاتھ پھیرتے' مجھے بھی گود میں اُٹھاتے' میرے بال پکڑتے۔

اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرا ماتھا چُومتے تو کتنا اچھا لگتا۔

اگر وہ ہم بچوں سے اتنا پیار کرتے ہیں تو ہمیں بھی ان سے پیار کرنا چاہیئے۔

اس لیے مجھے اُن سے پیار ہے۔

☆-----☆

مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیار ہے

جو بچوں کو دُعا دیتے تھے۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مجھے بھی دُعا دیتے تو میں بڑا آدمی بن جاتا۔

مجھے اُن سے پیار ہے جو بیمار بچّوں کو تندُرست کر دیتے تھے۔

خدا نہ کرے' میں کبھی بیمار ہوں۔ لیکن اگر مجھے کبھی کوئی بیماری آتی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے بھی دعا دیتے تو مَیں اُسی وقت ٹھیک ہو جاتا۔

مجھے اُن سے پیار ہے جو بچوں کو اچھی چیزیں عطا فرماتے تھے۔ کتنا اچھا ہوتا' اگر اُس وقت مَیں ہوتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے بھی کوئی تحفہ عطا فرماتے' پھل یا

کوئی کپڑا دے دیتے۔

کتنا اچھا ہوتا، میں اپنے دوستوں کے ساتھ کھیل رہا ہوتا۔
دوڑ میں آگے نکلتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے پکڑ لیتے۔
مجھے گلے سے لگا لیتے۔ مجھے انعام عطا فرماتے۔
مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو اب بھی مجھے دیکھ رہے ہوں گے

میں اچھے کام کروں گا۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھ سے خوش ہوں گے۔
مجھے پیار کریں گے۔
میں بھی اُن سے پیار کروں گا۔

☆-----☆

مجھے اُن ﷺ سے پیار ہے

جنھوں نے انگوروں کے دو گچھے ایک بچے کو دیئے۔ فرمایا، ایک خود کھانا، دوسرا ماں کو دے دینا۔ بچّے نے دونوں گچھے خود کھا لئے۔ حضور صلّی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کو پتا چلا تو پیار سے اُس کے کان پکڑے اور پیار سے اُسے "مَکّار" کہا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس بچّے کو یہ کہا ہو گا تو دیکھنے والے بچے یہ سوچتے ہوں گے کہ کاش آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیں بھی کان سے پکڑتے۔ ہمیں بھی "مَکّار" کہتے۔

جنھوں نے ایک بچے کو پیار سے کہا۔ "اے دو کانوں والے"۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس بچے کو یہ کہا تو اس نے

سوچا ہو گا۔ کاش حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے ہاتھ اپنے مبارک ہاتھوں میں تھام لیں اور مجھے دو ہاتھوں والا بھی کہیں۔

کاش، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری آنکھوں پر ہاتھ رکھیں اور مجھے دو آنکھوں والا فرمائیں۔

کاش میرے ماتھے کو چوم لیں اور مجھے ماتھے والا پُکاریں۔

کاش، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے دیکھ کر ہنس پڑیں۔

میں بھی ہنس پڑوں۔ اور، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے ہنسنے والا کہیں۔

وہ بچہ کتنا اچھا تھا۔

اُس بچے سے پیار کرنے والے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کتنے اچھے تھے۔

☆-----☆

مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیار ہے

جنہیں بچوں کی پیاری چیزوں سے پیار تھا۔

جو بچوں کی بکریوں کا دودھ نکال دیتے تھے۔

بچوں کے ساتھ کھیل میں شریک ہو جاتے تھے۔

بچوں کو اپنے ساتھ کھانے میں شامل فرما لیتے تھے۔

ایک بچے کے پاس سُرخ چونچ والی چڑیا تھی۔ اُس چڑیا سے وہ کھیلا کرتا تھا۔

چڑیا بیمار ہوئی اور مر گئی۔ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پتا چلا تو اُس کے پاس تشریف لے گئے۔ اُس سے ہمدردی فرمائی۔

ہمارے گھر میں مُرغیاں ہیں، مرغی کے بچے ہیں۔ مرغی کا ایک

خوبصورت بچہ پچھلے دنوں مرگیا تو مجھے بڑا دُکھ ہوا تھا۔

میرے اُس دُکھ پر اگر میرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب ہی میں میرے پاس تشریف لاتے اور ہمدردی فرماتے تو مجھے کتنی خُوشی ہوتی۔

☆-----☆
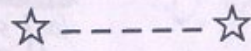
مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار ہے

جن کے مدینہ شریف آنے پر بچّیوں نے پیار سے نعت گائی تھی۔

"اہاہا۔ کتنا اچّھا ہُوا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ ہم اُن کے پڑوسی بن گئے ہیں۔"۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ سے واپس تشریف لائے تو معصوم بچّیوں نے شعر گائے۔

"آج اِس پہاڑ پر سے چودھویں کا چاند نکلا ہے۔ جب تک دُنیا ہے، ہم شُکر کرتے رہیں گے کیوں کہ ہمارے درمیان وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے ہیں جن کا حُکم ماننا ضروری ہے"۔

اب ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس بچے کے خواب میں تشریف لے آئیں اور وہ اُنھیں نعت سنائے تو وہ بچہ کتنی اچھّی قِسمت والا ہو۔

آج کے بچّے بھی جن سے محبّت کرتے ہیں۔

جو بچوں سے پیار کرتے تھے۔

جو آج بھی بچوں سے پیار کرتے ہیں۔

مجھے اُن سے پیار ہے۔

☆-----☆

مجھے اُن ﷺ سے پیار ہے

جنھوں نے مسلمانوں کو آپس میں پیار محبّت سے رہنے کا حکم دیا ہے۔

جنھوں نے ایک دوسرے کے دُکھ سُکھ میں شریک ہونے کو کہا۔

جنھوں نے فرمایا کہ مسلمان ایک دوسرے سے نہ لڑیں۔

ایک دوسرے کے خلاف باتیں بھی نہ کریں۔

ایک دوسرے کے کام آئیں۔

غریبوں کی مدد کریں۔

کوئی بیمار ہو تو اس کا حال پُوچھیں، اُس کی دیکھ بھال کریں۔

ہمیشہ سچ بولیں۔ جھوٹ اللہ تعالیٰ سخت ناپسند کرتا ہے۔

کمزور لوگوں کے کاموں میں اُن کی مدد کریں۔

وعدہ کریں تو ضرور نبھائیں۔

اچھی اچھی باتیں کریں، گالی نہ دیں۔

یہ اچھی اچھی باتیں ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بتائیں۔

کوشش کریں کہ کسی کو گالی نہ دیں۔

اِس عمل سے کسی کی دل آزاری بھی ہو سکتی ہے۔

کسی کا دل دُکھانا تو ویسے بھی اچھی عادت نہیں اور اِس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی منع فرمایا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِنھی اچھی اور پیار بھری باتوں کی وجہ سے ہم سب کو اُن سے پیار ہے۔

مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار ہے۔

☆-----☆

مجھے اُن ﷺ سے پیار ہے

جنھوں نے ہمیں اچھی باتیں بتائیں مگر جو کچھ ہمیں فرمایا، پہلے خود کیا۔

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فرمایا کہ ہم جو اچھی باتیں زبان سے کریں، خود اُن پر عمل بھی کریں۔

یہ غلط بات ہے کہ میں دوسروں کو کہوں کہ سچ بولو، اور خود جھوٹ بولوں۔

دوسروں سے کہوں کہ نماز پڑھو، اور خود نہ پڑھوں۔

دوسروں سے کہوں کہ لوگوں کے کام آیا کرو، اور خود لوگوں کے کام نہ آؤں۔

میں ایسا کروں گا تو اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

نافرمانی کروں گا۔

اللہ نہ کرے، میں نافرمان کہلاؤں۔

اللہ کرے، میں جو کچھ کہوں، وہی کرتا رہوں۔

اِس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے پیار کرتے رہیں گے۔

اور میں اُن سے پیار کا حق ادا کرتا رہوں گا۔

کیونکہ مجھے اُن سے پیار ہے۔

☆ ----- ☆

مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار ہے

جنھوں نے ہمیں انسانوں سے پیار کرنا سکھایا ہے۔

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، وہ شخص ظالم ہے جو کسی کو گالی دے، یا ناجائز طور پر اس کا مال کھالے، یا کسی کو قتل کردے، یا کسی کو مارے پیٹے۔

یہ ظالم نماز پڑھتا ہو، روزے بھی رکھے،

غریبوں کی مَدد بھی کرتا ہو تو بھی اللہ اُسے نہیں چھوڑے گا۔

اُس کی نیکیاں ان لوگوں کے حساب میں لکھی جائیں گی، جن کا اس نے مال کھایا تھا، یا اُنھیں تکلیف پہنچائی تھی یا انھیں قتل کردیا تھا۔

جب اُس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ اسے آگ

میں ڈال دے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آگ سے بچائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے بچائے۔

میں اگر نماز پڑھوں گا، روزے رکھوں گا تو ساتھ ساتھ یہ خیال بھی رکھوں گا کہ مجھ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

میں انسانوں سے پیار کرتا ہوں لیکن بُرا کہتا ہوں ان کی بُرائی کو جو اُن میں ہوتی ہے۔

جو لوگ اچھّے ہوتے ہیں وہ سب کو اچھے لگتے ہیں اس لیے مجھے اچھے لوگوں سے پیار ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندے اور اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں،

سب سے اچھے ہیں۔

مجھے اُن سے پیار ہے۔

☆-----☆

مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار ہے

جنھیں غریبوں سے پیار تھا۔

جنھیں پڑوسیوں سے محبّت تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتا چلا کہ گھر کے قریب ایک بوڑھی عورت ہے۔

اُس کا کمانے والا کوئی نہیں۔

اُس کے پاس کھانے پینے کی چیزیں نہیں ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اُس بوڑھی عورت کی مدد کریں۔

حضرت خدیجہؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری اور سب سے پہلی بیوی تھیں۔

وہ مسلمانوں کی ماں تھیں۔

وہ میری ماں تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے بات کی کہ ہم پہلے اُس بوڑھی عورت کو کھلائیں گے،

پھر خود کھائیں گے۔

بوڑھی عورت کے کپڑے بنیں گے تو پھر ہم اپنے لئے کوئی کپڑا بنائیں گے۔

اس طرح، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بُوڑھی عورت کی دیکھ بھال شروع کر دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر اُس آدمی کی مدد فرماتے تھے جسے مدد کی ضرورت ہوتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بھی لوگوں کی مدد کرنے کا حکم دیا ہے۔

ہم اُن کا حکم مانتے ہیں، ہم اُن کا حکم مانتے رہیں گے۔

ہمیں اُن سے پیار ہے۔

☆-----☆

مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار ہے

جنھوں نے ہمیشہ سچّا وعدہ فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس سے وعدہ کیا، پُورا فرمایا۔

کافروں اور مسلمانوں کی جنگ ہو رہی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو صحابیؓ جنگ میں شریک ہونے کے لیے گھر سے نکلے۔

کافروں نے اُنھیں پکڑ لیا اور اُن سے وعدہ لیا کہ وہ جنگ میں شریک نہیں ہوں گے۔

صحابیؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

انھوں نے ساری بات سنائی اور جنگ میں شامل ہونے کی اجازت مانگی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت نہیں دی۔

فرمایا، تم وعدہ کر چکے ہو۔ مسلمان کے لئے وعدے کی پابندی ضروری ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں مسلمانوں کو جنگ میں شامل نہ کیا۔

حالانکہ اس جنگ میں مسلمان صرف تین سو تیرہ تھے اور کافر ایک ہزار سے بھی زیادہ تھے۔

لیکن وعدہ، وعدہ ہوتا ہے۔

مجھے وعدے کی پابندی کرنے اور کرانے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار ہے۔

☆-----☆

مجھے اُن ﷺ سے پیار ہے

جنھیں ہر رنگ کے انسانوں سے پیار تھا۔

جنھوں نے گورے رنگ والوں کے ساتھ بھی شفقت کی۔

جنھوں نے کالے رنگ والوں کے ساتھ بھی محبّت کی۔

کالے رنگ کی جو خادمہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرتی تھیں، انھیں آپ اپنی ماں کہا کرتے تھے۔

سب جانتے ہیں کہ کالے رنگ کے حضرت بلالؓ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنی محبّت فرماتے تھے۔

کالے رنگ کا بچّہ اُسامہؓ ایک غلام کا بیٹا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے بیٹوں کی طرح رکھا۔

اپنے نواسوں حضرت حَسَنؓ اور حضرت حُسینؓ کی طرح اُسامہؓ

کو بھی پالا۔

اُس کے ساتھ بھی پیار فرمایا جتنا کہ وہ اپنے نواسوں سے فرماتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسامہؓ کا بستر اپنے مبارک ہاتھوں سے بچھاتے تھے۔

اُن کا بستر اپنے ہاتھوں سے لپیٹتے تھے۔

اُسامہؓ کے والد زیدؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا بیٹا بنا رکھا تھا۔

قرآن شریف میں جس صحابی کا نام آیا ہے' وہ زیدؓ ہی ہیں۔

کالے اور گورے' سب لوگوں کے ساتھ پیار کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کالے گورے' سب لوگوں کو پیار ہے۔

مجھے بھی اُن سے پیار ہے۔

☆-----☆

مُجھے اُن ﷺ سے پیار ہے

جنھیں بچے اچھے لگتے تھے۔

جو بچوں سے پیار کرتے تھے۔

بچے ہنستے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوتے۔

اگر کوئی بچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روتا ہوا نظر آجاتا تو آپ پریشان ہو جاتے۔

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک بچے کے رونے کی آواز آئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز جلدی جلدی پڑھادی تاکہ بچے کی ماں نماز ختم کر کے بچے کو اٹھا لے اور بچہ رونا بند کر دے۔

بچہ روتا رہتا تو اس کی ماں کو نماز سے زیادہ بچے کا خیال ہوتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز اس لیے مختصر کر دی کہ بچے کی ماں کو بچے کا رونا پریشان کر رہا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچوں سے ان کی ماؤں سے زیادہ پیار تھا۔

یعنی ایک ماں جتنا اپنے بچے سے پیار کرتی ہے، اس سے کہیں زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بچے سے پیار کرتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بچے کو روتا نہیں دیکھ سکتے تھے۔

پھر ہمیں اُن سے پیار کیوں نہ ہو۔

☆-----☆

مجھے اُن ﷺ سے پیار ہے

جنھیں سب انسانوں سے پیار تھا۔

جنھوں نے زندگی میں کسی کو نُقصان نہیں پہنچایا

بلکہ کسی کو نُقصان پہنچانے کے بارے میں سوچا بھی نہیں

کسی کو کوئی تکلیف نہیں دی۔

بلکہ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دیتے تھے، اُنھیں بُرا بھلا کہتے تھے، ان سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیار ہی کرتے رہے۔

اُن کے لیے بھی دعائیں ہی کرتے تھے کہ اے اللہ ان کو ہدایت دے یہ ناسمجھ ہیں

اُن پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح حاصل کرلی تو بھی انھیں

معاف فرما دیا'

اُن سے بدلہ نہیں لیا۔

اُن میں جو سب سے بڑا دشمن تھا' اس کے بارے میں فرمایا
کہ اُس کے گھر میں داخل ہو جانے والے کو کچھ نہیں کہا
جائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچانے والے لوگ جب
ڈرتے کانپتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آتے تو آپ
اُن سے پیار کا سلوک فرماتے۔

جان کے دشمنوں سے بھی پیار کا سلوک کرنے والے صِرف حضُور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

ذرا سوچو' اُن سے پیار کرنا کتنی اچھی بات ہے جو دشمنوں سے
بھی اچھا سلوک کرتے تھے۔

ہم ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماننے والے ہیں اس لئے وہ ہم پر
کتنا کرم کرتے ہیں اور کریں گے بھی۔

مجھے اُن پیار کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار
ہے۔

☆-----☆

مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار ہے

جو غریب نہیں تھے' تجارت کرتے تھے۔

جتنا مال ہوتا' وہ غریبوں میں بانٹ دیتے تھے۔

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر سے کوئی مانگنے
والا خالی ہاتھ نہ جاتا تھا

جس نے جو مانگا' اُسے ملا۔

چیز نہ ہوتی تو مانگنے والے کو فرماتے کہ فلاں سے اُدھار لے
لو۔ میں اُسے دے دوں گا۔

کبھی ایسا نہ ہُوا کہ کسی نے کوئی چیز مانگی ہو اور آپ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں "نہیں" فرمایا ہو

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اگر میرے پاس

سونے کا پہاڑ ہو تو میں تین دن میں اسے بھی ضرورت
مندوں میں بانٹ دوں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک ہی چادر تھی

ایک آدمی نے مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسی وقت
دے دی

ایک بار ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت سی
بکریاں مانگیں' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دے دیں

وہ اَپنے قبیلے والوں کے پاس گیا۔ کہنے لگا: بھائیو!۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنا دیتے ہیں کہ اپنے غریب ہو جانے
کے خیال سے بھی ڈرتے۔

سب قبیلے والے مل کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے
اور مسلمان ہو گئے۔

غریبوں کے ایسے ہمدرد جو اپنی چیزیں غریبوں میں بانٹ کر
خوش ہوتے تھے'

مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار ہے۔

☆ ----- ☆

مجھے اُن ﷺ سے پیار ہے

جو مانگنے کو بُرا سمجھتے تھے۔

ایک ایسا شخص آیا' جس کے پاس کچھ نہ تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' تمھارے پاس کچھ ہے بھی؟

اس نے کہا' ایک چادر اور پیالہ ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دونوں چیزیں بیچ دیں۔

جو پیسے ملے' اُن سے ایک رسّی اور کلھاڑا خرید کر اُسے دیا
فرمایا کہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاؤ اور بیچو۔

اِس طرح آہستہ آہستہ اس کے پاس بہت سے پیسے ہو گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے بھیک مانگنے سے بچا لیا۔

اسے عزّت کی روٹی کمانے پر لگا دیا۔

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کوئی کچھ مانگنے آتا تو اسے عطا بھی فرما دیتے‘
لیکن بھیک مانگنے سے منع فرماتے تھے۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محنت مزدوری کرنے کو اچھا فرمایا‘ مانگنے کو پسند نہیں فرمایا۔
مسلمانوں کو ایسے کام کرنے ہیں جنھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پسند فرماتے تھے‘ جن سے عزّت کی روٹی کمائی جاتی ہے
مگر بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جو سب کچھ ہونے کے باوجود بھی بھیک مانگتے ہیں۔
وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حُکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔
مجھے ان سے پیار ہے جو بھیک مانگنے والے کو عطا بھی فرماتے اور اسے منع بھی کرتے کہ بھیک مانگنا اچھی عادت نہیں۔

☆-----☆

مجھے اُن سے پیار ہے ﷺ

جنھوں نے ایک بچے کو دیکھا۔
بچہ بھاری بوجھ اُٹھائے جا رہا تھا۔
بوجھ کی وجہ سے وہ دُہرا ہو رہا تھا۔
اُس کی گردن جُھکی جا رہی تھی۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگے بڑھ کر اس کا بوجھ خود لے لیا
اُسے فرمایا: چلو‘ میں تمھیں گھر پہنچا آؤں۔
راستے میں ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے پوچھا۔
تمھارا باپ کیا کام کرتا ہے؟

بچے نے بتایا' وہ یتیم ہے۔ اُس کا باپ مر چکا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے فرمایا' تم روز میرے پاس آ جایا کرو۔

میں تمہارا بوجھ تمہارے گھر پہنچا دیا کروں گا۔

بچہ بولا' ہم بہت غریب ہیں۔ میری ماں آپ کو مزدوری نہیں دے سکتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم فکر نہ کرو۔ میرا اللہ مجھے مزدوری دے گا۔

جو اپنے اللہ سے مزدوری لیتے تھے۔

جو یتیموں کی مدد فرماتے تھے۔

جو دوسروں کا بوجھ اٹھاتے تھے۔

جنھیں بچوں سے پیار تھا۔

مجھے اُن سے پیار ہے۔

☆-----☆

مجھے اُن ﷺ سے پیار ہے

جنھیں ہر مجبور سے پیار تھا۔

جنھیں ہر پریشان سے پیار تھا۔

جنھیں ہر غلام سے پیار تھا۔

جنھیں ہر انسان سے پیار تھا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو اس بوڑھے غلام سے بھی پیار تھا

جو اپنے مالک کے باغ کو پانی دے رہا تھا۔

اُس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔

اُس کے بازو ہِل رہے تھے۔

اُس کا دل دَھک دَھک کر رہا تھا۔

پسینے سے اُس کا جسم بھیگا ہُوا تھا۔

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسے دیکھا۔

اُسے آرام سے ایک جگہ بٹھا دیا۔

سارا دن اُس کا سارا کام خود کرتے رہے۔

کام مکمّل ہو گیا تو غلام سے فرمایا: بھائی، جب بھی مدد کی ضرورت ہو، مجھے بُلا لیا کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس سے یہ بھی نہ پوچھا کہ وہ مسلمان ہے یا کافر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس کو مصیبت میں دیکھا تو اُس کی مدد فرمائی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر انسان کی مدد فرماتے تھے،

وہ مسلمان ہو یا نہ ہو۔

جو ہر انسان سے پیار کرتے تھے،

مجھے اُن سے پیار ہے۔

☆-----☆

مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیار ہے

جن کا اَخلاق سب سے اچھا تھا۔

جن کے اَخلاق کی اللہ تعالیٰ نے تعریف کی ہے۔

جن کے اَخلاق کی دُشمن بھی تعریف کرتے تھے۔

مجھے اُن پیار ہے۔

جو کسی کو مصیبت میں دیکھتے تو اُس کی مَدد فرماتے

کسی کی ضرورت کا خیال فرماتے تو اُس کی ضرورت پوری کر دیتے۔

کسی پر ظُلم ہوتا دیکھتے تو اُس کو روکنے کی کوشش فرماتے

کوئی شخص اپنا سامان اٹھائے جا رہا ہوتا تو اُس کی مدد کرتے۔

کوئی بوڑھا آدمی، کوئی کمزور عورت، کوئی چھوٹا بچہ دیکھتے تو

اُس کا سامان اٹھا کر اس کے ساتھ چل پڑتے۔

کوئی غلام اپنے مالک کا کام کر رہا ہوتا تو اُس کے ساتھ اس کا کام ختم کرنے میں لگ جاتے۔

جس کی کوئی مدد نہ کرتا' اس کی مدد ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے۔

جس کو سب بُرا سمجھتے' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسے گلے سے لگا لیتے

جسے غریب سمجھ کر کوئی نہ پوچھتا' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی عزت کرتے۔

غریبوں' کمزوروں' بوڑھوں سے پیار کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجھے پیار ہے۔

☆------☆

مجھے اُن سے پیار ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
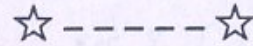
جنھیں چھوٹوں بڑوں' سب سے پیار تھا۔

جنھیں چھوٹوں بڑوں' سے اب بھی پیار ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑوں سے بھی اچھا سلوک فرماتے تھے' چھوٹوں سے بھی۔

آپ کی عادت تھی کہ جو لوگ آپ کے پاس بیٹھے ہوتے' اُن میں کھانے پینے کی چیز اپنے دائیں ہاتھ سے تقسیم کرنا شروع فرماتے۔

ایک مرتبہ دائیں طرف ایک بچہ بیٹھا تھا'

بائیں طرف بُزرگ لوگ بیٹھے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شربت تقسیم فرمانے لگے تو پہلے اس

بچے سے پوچھا:۔

اگر تم اجازت دو، تو میں بُزرگ لوگوں کو پہلے شربت دے دوں۔

ظاہر ہے، بچے نے بڑی خوشی سے "ہاں" کہی ہو گی۔

لیکن اِس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی عمر کے لوگوں کا بھی خیال رکھا

اور بچے کا بھی خیال رکھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑوں اور چھوٹوں، سب کا خیال رکھتے تھے۔

ہم سب، بڑوں چھوٹوں کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ ہم ایسے کام کریں جن سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے خوش ہو جائیں۔

☆-----☆

مُجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار ہے

جو بیماروں سے بھی پیار کرتے تھے۔

کوئی شخص بیمار ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کا حال پوچھنے کے لئے تشریف لے جاتے۔

بیمار کی صحت کے لئے دعا فرماتے

کوئی بیمار اپنی بیماری سے تنگ آ کر مایُوسی کی بات کرتا تو اسے پسند نہیں فرماتے تھے۔

ایک صحابیؓ بیمار ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں دیکھنے گئے تو اُن کی حالت دیکھ کر رو پڑے۔

ایک صحابیؓ رات کو بیمار ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

آرام کے خیال سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خبر نہ دی گئی،
وہ بیماری ہی میں فوت ہو گئے۔
حضُور صلی اللہُ علیہٖ وآلہٖ وسلم کو پتا چلا تو آپ نے افسوس فرمایا کہ
مجھے اُن کی بیماری کی خبر کیوں نہ دی گئی۔
ایک لڑکا جو مسلمان نہیں تھا، بیمار ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ
وسلم اسے پوچھنے گئے۔
اُس کی خدمت کرنے لگے۔
وہ لڑکا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اِس سلوک کو دیکھ کر
مسلمان ہو گیا
جو خود اتنے عظیم ہوں، اُن کا اِتنا مرتبہ ہو اور وہ دوسروں کی
بیمار پُرسی کریں، اُن کی خدمت کریں، اُن کافروں کے بچوں
کی خدمت کریں جو اُنھیں بُرا بھلا کہتے تھے اور اُن کی شان
میں گستاخیاں کرتے تھے۔
مجھے ایسے رحم دل اور پیار کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ
وسلم سے پیار ہے۔

☆-----☆

مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیار ہے

جنھیں مسلمانوں سے اتنا پیار ہے کہ انھیں اچھے کاموں کا حکم
دیتے ہیں تاکہ مسلمان دنیا میں بھی پریشانی سے بچ جائیں اور
قیامت میں بھی اُن کی بخشش ہو جائے۔
ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہؓ سے پوچھا۔
جانتے ہو، غریب کون ہوتا ہے؟
صحابہؓ نے عرض کیا، جس کے پاس کوئی پیسہ نہ ہو، جس کے
پاس کوئی مال نہ ہو، ہم اُسے غریب سمجھتے ہیں۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، وہ غریب نہیں ہے۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، میری اُمّت کا غریب وہ شخص
ہے جس کے پاس دولت بھی ہو گی،
اس کے پاس سامان بھی ہو گا،
وہ نماز بھی وقت پر پڑھتا رہے گا،

وہ روزے رکھنے میں بھی کوئی غلطی نہیں کرتا ہو گا۔
وہ اپنی دولت میں سے اللہ کی راہ میں خرچ بھی کرتا ہو گا۔
مگر
اس نے کسی پر جھوٹا الزام لگایا ہو گا۔
کسی کے مال پر ناجائز طور پر قبضہ کر لیا ہو گا۔
یا کسی کو قتل کر دیا ہو گا۔
وہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے پیش ہو گا۔
تو اس کی ساری نیکیاں ان لوگوں میں بانٹ دی جائیں گی جنھیں اُس نے نقصان پہنچایا تھا'
جب اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو اسے دوزخ کی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہماری اُمّت کا غریب ایسا شخص ہو گا۔
اس طرح' جنھوں نے مسلمانوں کو لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی راہ دکھائی'
مجھے ان سے پیار ہے۔

☆-----☆

مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار ہے

جنھیں غریبوں سے پیار تھا۔
جنھوں نے فرمایا کہ سب سے اچھا کام وہ ہے جو آدمی اپنے ہاتھوں سے کرے۔
ایک بار ایک صاحب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ اُن کے ہاتھوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا' یہ نشانات کیسے ہیں؟
انھوں نے عرض کیا' یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللہُ عَلَیکَ وَسَلَّمَ! میں روزی کمانے کے لئے ہاتھوں سے محنت کرتا ہوں۔
ہاتھوں سے کام کرتے رہنے کی وجہ سے یہ نشانات پڑ گئے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کے ہاتھوں کو چُوما۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن صاحب کو شاباش دی اور فرمایا کہ اپنے ہاتھوں سے محنت کر کے کمانے والے سے اچھا کوئی نہیں۔

اس کمائی سے اچھی کمائی کوئی اور نہیں ہے۔

ہمیں بھی اُن لوگوں سے پیار کرنا چاہیے جو اپنے ہاتھوں سے محنت کر کے روزی کماتے ہیں۔

مزدوروں سے محبّت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا طریقہ ہے۔

جو شخص ہاتھوں سے محنت کرتا ہے، اُس کی کمائی سب سے اچھی ہے۔

ہاتھوں سے کام کرنے والا اتنا اچھا ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے ہاتھ چوم لیتے ہیں۔

ایسے اچھّے، پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مجھے پیار ہے۔

☆-----☆

مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیار ہے

جنھیں انصاف سے پیار رہا۔

جنھوں نے کسی نے ظلم نہ ہونے دیا۔

جنھوں نے ظالموں کو روکا۔

جن پر ظُلم ہوتا تھا، اُن کو بچانے کے لئے سب کچھ کیا۔

خود انصاف فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انصاف میں امیر غریب، اور بڑے چھوٹے میں کبھی فرق نہیں رکھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ انصاف سب کے لئے ہے۔

انصاف سے کسی کو محروم نہیں رکھنا چاہیے۔

ایک بار ایک عورت چوری کے الزام میں پکڑی گئی۔

اس پر یہ الزام ثابت ہو گیا۔

عورت ایک بڑے خاندان کی تھی۔

اسلام میں حُکم ہے کہ چور مرد ہو یا عورت' اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس عورت کا ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا۔

کسی نے اس کی سفارش کی۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

قومیں اسی لئے تباہ ہوتی ہیں کہ وہ غریبوں کے لئے اور قانون رکھتی ہیں' امیروں کے لئے دوسرا۔

کسی کو رعایت دیتی ہیں' کسی کو رعایت نہیں دیتیں۔

اسلام کا قانون سب کے لیے ایک ہے۔

اگر غریب آدمی یا عورت چوری کے الزام میں ہاتھ کٹوا سکتے ہیں تو امیر عورت کو کیوں چھوڑا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا' اگر یہ الزام میری بیٹی پر ثابت ہو جائے تو میں اس کا ہاتھ بھی کٹوا دوں گا۔

مجھے ایسا انصاف کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیار ہے۔

☆-----☆

مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیار ہے

جنھوں نے ہمیں زندگی گزارنے کے طریقے سِکھائے ہیں۔

جنھوں نے اُٹھنا بیٹھنا سِکھایا ہے۔

جنھوں نے ہمیں دوسروں کی عزّت کرنا سِکھایا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوسروں میں بیٹھتے تو کسی خاص جگہ پر نہیں بیٹھتے تھے۔

اِس طرح بیٹھتے کہ دوسروں سے الگ نہ دکھائی دیں۔

اِس طرح بیٹھتے کہ دوسروں سے بڑے نہ لگیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آہستہ آہستہ بات کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی کی بات کاٹتے نہیں تھے۔

کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بات کرنے لگتا تو اس کی پوری بات سنتے اور اس کا جواب دیتے تھے۔

کوئی ملنے کے لئے آتا تو اس کے لئے اپنی چادر بچھا دیتے

تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس جتنے لوگ آتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب کی بات سُنتے تھے۔

اگر کوئی شخص دو تین دن نہ آتا تو اس کا حال پُوچھتے۔

لوگوں کے ساتھ گُھل مِل کر رہتے۔

لوگوں کے ساتھ مِل کر بیٹھتے، اُن کے ساتھ کھانا کھاتے، اُن کے ساتھ کاموں میں بھی شریک ہوتے تھے۔

سَفَر میں ہوتے تو دُوسروں کے ساتھ مل کر لکڑیاں چُنتے۔

دوسروں کے ساتھ مل کر کھانا پکاتے۔

کوئی خوش ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس کی خوشی میں شامل ہوتے۔

کسی کو کوئی تکلیف آجاتی تو اس کی مدد فرماتے۔

کوئی مصیبت میں ہوتا تو اس کے لئے جو کچھ ضروری ہوتا، کرتے۔

کسی کی غلطی سامنے آتی تو اُس پر پردہ ڈالتے۔

دوسروں کو بھی ہدایت فرماتے کہ کسی کی بات کو اِدھر اُدھر نہ پھیلائے۔

جو سب کے ساتھ مَحبّت فرماتے تھے، مجھے اُن سے پیار ہے۔

☆-----☆

مجھے اُن ﷺ سے پیار ہے

جنھیں اپنی جان کے دشمنوں سے بھی پیار تھا۔

جنھیں دشمن پر بھی رَحم آتا تھا۔

جنھوں نے کبھی کسی شخص کو تکلیف نہیں پہنچائی۔

جنھوں نے ہر تکلیف برداشت کی مگر تکلیف پہنچانے والوں کو مُعاف فرما دیا۔

بدْر کی جنگ میں بہت سے کافر مارے گئے۔

کافروں کے بڑے بڑے سردار قتل ہو گئے۔

کئی کافر گرفتار بھی ہوئے۔

قیدیوں کو رسّیوں سے باندھ کر رکھا گیا۔

رات کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سُنا کہ رسّیاں قیدیوں کو تکلیف دے رہی ہیں اور وہ "ہائے ہائے" کر رہے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وجہ پوچھی۔

پتا چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی رسّیاں ڈِھیلی کرنے کا حُکم دیا۔

قیدیوں کی رسّیاں ڈھیلی کر دی گئیں۔

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عِلم کا شہر کہا گیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عِلم حاصل کرنے والوں سے محبت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ماں کی گود سے مَرنے تک عِلم حاصل کرتے رہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، عِلم حاصل کرنا سب پر فرض ہے

بدر کے جو قیدی پڑھے لکھے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انھیں فرمایا کہ وہ بچوں کو پڑھائیں تو انھیں رہا کر دیا جائے گا۔

اِس طرح جنگی قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک فرمایا۔

دشمنوں کے ساتھ اتنا اچھا سلوک کرنے والے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مجھے بہت پیار ہے۔

☆-----☆

مجھے اُن ﷺ سے پیار ہے

جنھیں ہر انسان سے پیار تھا۔

جو کسی کو بھی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے تھے۔

جو ہر کسی کی تکلیف دُور کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کسی علاقے کے بارے میں پتا چلا کہ وہاں بارِش نہیں ہوئی- بارِش سے فصل ہونی تھی، وہ نہیں ہوئی۔ اور لوگ بھوک سے مَرنے لگے ہیں'۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کے لئے بارِش کی دعا فرمائی۔

اور، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دُعا کو تو اللہ تعالیٰ مان ہی لیا کرتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا سے بارِش ہوئی اور اس علاقے کے لوگوں کو روٹی ملنے لگی۔

یمامہ کا سردار ثمامہؓ مسلمان ہو گیا تو اس نے مکّہ کے کافروں کو

کھانے پینے کی چیزیں بھیجنی بند کر دیں۔
مکّہ کے کافر مسلمانوں کو ستاتے بھی تو بہت تھے۔
لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پتا چلا تو آپؐ نے ثمامہؓ کو منع کر دیا۔
اور فرمایا کہ لوگوں پر رحم کرو۔
انھیں کھانے پینے کی چیزیں بھیجنی بند نہ کرو۔
انھیں بھوکا نہ مارو۔
اِس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے دشمنوں کو تکلیف نہ ہونے دی۔
اپنے ماننے والوں کے دشمنوں کو تکلیف نہ ہونے دی۔
اسلام کے دشمنوں کو بُھوکا نہ مرنے دیا۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علاوہ کسی اور کے بارے میں تو کسی کتاب میں یہ ذکر نہیں ملتا کہ کسی اور نے بھی ایسا کیا ہو۔
پھر، مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیار کیوں نہ ہو۔

☆-----☆

مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیار ہے

جنھیں دشمنوں سے بھی پیار رہا۔
جنھوں نے دشمنوں کی بُرائیوں کا بدلہ بھی پیار سے دِیا۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکّہ سے مدینہ جا رہے تھے۔
دشمن جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مکّہ میں مار ڈالنا چاہتے تھے، راستے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے لگ گئے۔
ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچ گیا۔
دشمن جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریب گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تلوار مارنے لگا تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔
وہ سمجھ گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سچّے نبی ہیں۔ اسی لئے اللہ نے تلوار نہیں مارنے دی۔
اس نے معافی مانگی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسے مُعاف فرما دیا۔

وہ مسلمان نہیں ہُوا۔

لیکن اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کی کہ اسے لکھ دیں کہ کوئی مسلمان اسے کبھی کچھ نہ کہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ لکھ دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ تمہیں ایران کے بادشاہ کے سونے اور ہیرے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔

کئی سال بعد جب مکّہ فتح ہُوا تو یہ شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خط دِکھا کر آیا اور مسلمان ہو گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس کافر کو جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مارنے آیا تھا' یہ لکھ کر دے دیا کہ اِسے کوئی نہ مارے' اسے کوئی کچھ نہ کہے۔

کہیئے۔ کسی اور نے کبھی ایسا کیا ہے؟

کہیئے' کہیں اور ایسا ہُوا ہے؟

پھر مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اتنا زیادہ پیار کیوں نہ ہو۔

☆-----☆

مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیار ہے

جن کا بستر پلنگ اور صوفے پر نہیں بچھتا تھا۔

جو کھُردری چٹائی پر آرام فرماتے تھے۔

جو زمین پر لیٹ کر سو جاتے تھے۔

ایک دن ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک درخت کے نیچے سو رہے تھے۔

ایک کافر آیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سوتا دیکھ کر تلوار نکالی۔

تلوار لہرا کر کہنے لگا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! تمہیں مجھ سے کون بچائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ "اللہ"۔

کافر ڈر گیا' کانپنے لگا۔

تلوار اس کے ہاتھ سے زمین پر گر پڑی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تلوار اُٹھالی۔

اور اُسے فرمایا' اب تو بتا' تجھے مجھ سے کون بچائے گا۔

کافر اور زیادہ کانپنے لگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا' سب کو اللہ ہی بچاتا ہے۔

تُو بھی اللہ پر بھروسا کیا کر۔

اللہ پر بھروسا کرنے والے فائدے میں رہتے ہیں۔

انھیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کافر کو مُعاف فرما دیا اور فرمایا۔

جاؤ! میں بدلہ نہیں لیا کرتا۔

کافر حیران ہو گیا۔

اور مسلمان ہو گیا۔

مجھے کسی سے نہ ڈرنے والے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیار ہے۔

☆-----☆
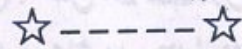
مجھے اُن ﷺ سے پیار ہے

جو یتیموں کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔

جنھوں نے یتیموں کے سَروں پر شفقت اور پیار کا ہاتھ رکھنے والوں کو بڑی خوشخبریاں دی ہیں۔

جنھوں نے ہمیشہ یتیموں کا خیال رکھا۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیکھا'

ایک بچّہ روتا ہُوا چلا جا رہا تھا۔

بچے کے پاؤں میں جُوتا نہیں تھا۔

اس کے سر پر کوئی ٹوپی' یا کپڑا بھی نہیں تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے دیکھا تو بے قرار ہو گئے۔

آگے بڑھ کر بچے کو گود میں اٹھایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس بچے سے اس کا حال پوچھا' اس کے گھر کے حالات پُوچھے۔

پتا چلا کہ وہ یتیم ہے۔
اس کے ماں باپ زندہ نہیں ہیں،
اور وہ دو دن کا بھوکا ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ سُن کر تڑپ اٹھے۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس کو اپنے ساتھ گھر لائے۔
اسے کھانا کِھلایا۔
اسے کپڑے سِلوا کر دیئے۔
اسے کئی دن اپنے پاس رکھا۔
اور پھر اسے اُسکے رشتہ داروں کے پاس چھوڑ آئے۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے رشتہ داروں کو فرمایا کہ وہ یتیم بچے کے ساتھ پیار اور محبّت کا سلوک کریں۔
مجھے یتیموں سے پیار کا سلوک کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیار ہے۔

☆------☆

مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیار ہے

جن کے پاس ایک بچّہ آیا۔
اس نے کہا کہ وہ یتیم ہے اور اُس کے باغ پر ایک شخص نے زبردستی قبضہ کرلیا ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مُقدّمہ سنا۔
معلُوم ہوا کہ بچّہ جھُوٹا ہے۔
باغ اُس کا نہیں بلکہ اُسی شخص کا ہے جس کے پاس ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انصاف میں کسی کا خیال نہیں رکھتے تھے۔
انصاف کے مطابق فیصلہ سُنا دیا گیا۔
باغ اُس کے مالک کے پاس رہا، بچے کو نہ ملا۔
بچّہ، بچّہ تھا، ------ رونے لگا۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یتیم بچّے کو روتا نہ دیکھ سکے۔

☆------☆

فرمایا'۔

اگر باغ کا مالک یہ باغ اس یتیم بچّے کو دے دے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسے جنّت میں ایک باغ دلواؤں گا۔

ایک صحابیؓ پاس بیٹھے تھے۔ انھوں نے باغ کے مالک کو اپنا اچھا اور بڑا باغ دے دیا اور یہ باغ لے لیا۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ یہ باغ یتیم بچے کو دے دیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہ باغ یتیم بچے کو دے دیا۔

صحابیؓ نے پوچھا' یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیکَ وسلم! کیا مجھے اِس کے بدلے میں' جنّت میں باغ ملے گا؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا' ضرور ملے گا۔

باغ کے جھگڑے میں انصاف کیا گیا۔

باغ کے بدلے میں جنّت کا باغ عطا کیا گیا۔

باغ کی قیمت یتیم بچے کے آنسوؤں سے زیادہ نہ تھی'

اِس لئے اُسے باغ دلوا دیا گیا۔

یتیموں سے اتنا پیار کرنے والے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مجھے بہت زیادہ پیار ہے۔

☆-----☆

مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیار ہے

جنھیں غلاموں سے پیار تھا۔

جو اپنی خادمہ کو ماں کہا کرتے تھے۔

جنھیں اپنی خادمہ سے بہت محبّت تھی۔

خادمہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیشہ محبّت اور پیار کا سلوک کیا۔

اُن کے ساتھ مذاق بھی فرما لیا کرتے تھے۔

ایک بار خادمہ نے عرض کی' یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیکَ وسلم! آپ میری سواری کے لئے ایک اونٹ کا بندوبست فرما دیجئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں آپ کے لیے اونٹ کے بچے کا انتظام کر دوں گا۔

ناراض ہو گئیں۔

کہنے لگیں' میں سواری کے لیے اونٹ چاہتی ہوں۔ آپ مجھے

اونٹ کا بچہ دینا چاہتے ہیں۔
میں اونٹ کے بچے کو کہاں تک پالوں گی۔
پھر وہ بڑا ہو کر سواری کے قابل ہو گا تو سواری کروں گی۔
ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسکرائے۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مُسکراتے تھے۔
قہقہہ لگا کر ہنستے نہیں تھے۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔
ماں! تم جانتی نہیں ہو، ہر اونٹ، اونٹ کا بچّہ ہی ہوتا ہے۔
میں جو اونٹ سواری کے لئے آپ کو دوں گا،
وہ بھی اونٹ کا بچہ تو ہو گا۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنھیں سواری کا اونٹ عطا فرمایا
دیا۔ وہ اونٹ بڑا تھا لیکن اونٹ کا بچہ تھا۔
ہم بڑے بھی ہو جائیں تو اپنے ماں باپ کے بچے ہی ہوتے
ہیں،
ان کے بچے ہی کہلاتے ہیں۔
ہنسنے مسکرانے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مجھے پیار
ہے۔

☆-----☆

مجھے اُن ﷺ سے پیار ہے

جنھیں عَمَل سے پیار تھا۔
جنھیں صِرف باتیں کرنے والے اچھے نہیں لگتے تھے۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو کُچھ فرماتے تھے، اس پر پہلے خود عَمَل
کرتے تھے۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسلمانوں کو جو جو کام کرنے کا حکم
دیا، پہلے خِود وہ کام کیے۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لوگوں کو تلقین فرمائی کہ غریبوں کی
مدد کریں،
اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔
اور خود اس پر سب سے زیادہ عمل کیا۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسلمانوں کو بہادری سے حالات کا
مقابلہ کرنے کو فرمایا۔

☆-----☆

اور خود حالات کا مقابلہ کر کے دکھایا۔

لوگوں میں جنگ میں بہادری دِکھانے اور پیٹھ نہ دِکھانے کی تلقین فرمائی---- لوگ بھاگ نکلے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدان میں ڈٹے رہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' کنجوس جنّت میں نہیں جائے گا۔

اور' دنیا جانتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کنجوسی نہیں فرمائی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو ہاتھ سے کام کرنے کو کہا۔

اور خود اپنے کام ہاتھ سے کرتے رہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن اچھائیوں کا سَبَق دیا' اُن پر خود عمل فرماتے رہے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مسلمانوں کے لیے نمونہ ہے۔

جن کی پاک زندگی سب مسلمانوں کے لیے نمونہ ہے' مجھے اُن سے پیار ہے۔

☆-----☆

مجھے اُن ﷺ سے پیار ہے

جنھوں نے پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا اور خود بھی پڑوسیوں کے ساتھ نہایت اچھّا سلوک روا رکھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکثر ہمسائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بُرا بھلا کہتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بُرے الفاظ کہتے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر بھی پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے اور اُن کی بُرائی کا جواب اچھائی سے دیتے جس سے انھیں اپنے کیے پر شرمندگی اُٹھانی پڑتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اپنے ہمسایوں سے اچھا سلوک نہیں کرتا' اُسے اللہ پسند نہیں کرتا۔

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمسائے کو

تکلیف نہ پہنچائی جائے۔
اُنھیں تحفے بھیجے جائیں۔
اُن کی ٹوہ میں نہ رہا جائے۔
اُن کے دُکھ سُکھ میں ضرور شریک ہونا چاہیے۔
جہاں ضروری ہو اُن کی مدد کی جائے۔
پڑوسی کو کسی طرح کا دکھ نہیں دینا چاہیے۔
ہم سب کو چاہیے کہ ہم اپنے ہمسائیوں سے اچھا سلوک کریں۔

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' جس نے اپنے پڑوسی کو تکلیف پہنچائی' وہ مسلمان ہی نہیں۔
ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سَفر پر جا رہے تھے۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' جس آدمی نے اپنے پڑوسی کو کبھی تکلیف پہنچائی ہو' اُسے میں ساتھ نہیں لے جاؤں گا۔
ایک صاحب نے عرض کیا' میں نے ایک بار اپنے ہمسائے کی دیوار میں پانی ڈالا تھا۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم ہمارے ساتھ چلنے کے

قابل نہیں۔
پڑوسیوں سے اتنا پیار کرنے والے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجھے پیار ہے۔
میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِس بات پر عَمَل کرتے ہوئے پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرنے کی کوشش کروں گا۔
کیونکہ مجھے ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار ہے

☆-----☆

مجھے اُن ﷺ سے پیار ہے

جنھوں نے کبھی کسی کو اپنے سے کمتر نہیں سمجھا۔

جو اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے۔

جن سے اللہ تعالیٰ کو پیار ہے۔

اور جو اپنی ساری اُمّت سے بہت زیادہ پیار کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے سارے نبیوں سے پیار تھا، مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنا محبوب بنایا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لوگوں سے پیار کیا۔

انھیں پتا تھا کہ میں اللہ کا محبوب بندہ اور سب سے پیارا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوں لیکن پھر بھی انھوں نے لوگوں کو اپنے برابر بٹھایا۔

ایک سفر میں دو صحابیؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھے۔

اونٹ ایک تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی باری سے اونٹ پر سوار ہوتے تھے۔

جب دوسروں کی باری آتی تو زبردستی انھیں سوار کراتے اور خود پیدل چلتے۔

قُبا شریف میں مسجد بنی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوسروں کے ساتھ مِل کر کام کرتے رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گارا بناتے، مٹّی ڈھوتے، اور دوسرے کام کرتے۔

کافروں نے مل کر مدینہ شریف پر حملہ کیا تو ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کا راستہ روکنے کے لیے خندق کھودنے کا حکم دیا۔

صرف حکم ہی نہیں دیا، بلکہ خود بھی دوسروں کے ساتھ مل کر پتّھر توڑتے رہے۔

جہاں دوسروں سے کوئی پتّھر نہیں ٹُوٹتا تھا یعنی جو پتّھر زیادہ

مضبوط ہوتا تھا اس پتھر کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے
پیارے اور مضبوط ہاتھوں سے توڑ دیتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہؓ کے ساتھ یُوں گُھل مِل کر بیٹھ
جاتے کہ باہر سے آنے والے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان
نہیں سکتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسروں میں بیٹھتے وقت کسی خاص جگہ
پر نہیں بیٹھتے تھے۔

ہاں، جب کوئی خاص بات کرنی ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
منبر شریف پر چڑھ کر بات کرتے۔

اَب آپ خود ہی غور کریں کہ اللہ جن سے اتنا پیار کرتا ہو
اور جن کو اتنا بڑا مقام دیتا ہو کہ انھیں اپنا محبوب کہا ہو، وہ
اِتنا مقام ہونے کے باوجود بھی لوگوں کو اپنے برابر بٹھاتے اور
اچھا سلوک کرتے ہوں۔

پھر کیوں نہ ہر کسی کو اُن سے پیار ہو جو سب سے اتنا پیار
کرتے ہیں۔

مجھے اُن سے پیار ہے جو سب کو ایک جیسا سمجھتے تھے۔

☆-----☆

مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار ہے

جنھیں اپنے ماننے والوں سے پیار تھا۔

جنھیں اپنے ماننے والوں سے اب بھی پیار ہے۔

ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت میں سے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی اُمّت سے بہت پیار ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت کے لوگ، مسلمان کہلاتے
ہیں۔

ہم مسلمان ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب مسلمانوں سے پیار ہے۔

اللہ کی کتاب قرآنِ مجید میں لکھا ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ
وَسَلَّم مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ، اُن کے قریب ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب مسلمانوں کی بھلائی چاہتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایسے ایسے کام بتائے ہیں
جن کی وجہ سے ہم دنیا میں اچھی زندگی گزار سکتے ہیں اور
اللہ بھی ہم سے خوش ہو جائے گا۔

ہم ایک دوسرے کے کام آئیں۔

ہم اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کریں۔

ہم بیمار کا حال پوچھیں۔

کسی مصیبت میں پھنسے ہُوئے کو اس مصیبت سے نکالنے کی
کوشش کریں۔

مسلمان بھائی کی خوشی میں خوش ہوں۔

تو

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے خِوش ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سے خِوش ہو گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر رحمت کریں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں
گے۔

ہم دنیا میں عزت حاصل کرلیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہو جائے گا۔

ہماری بَھلائی کے لیے دعائیں کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے مجھے پیار ہے۔

ہمیں اچھے کام بتانے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجھے
پیار ہے۔

☆-----☆

مجھے اُن ﷺ سے پیار ہے
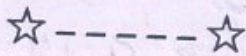
جنھوں نے سب انسانوں کو عزّت کے قابل قرار دیا۔
جنھوں نے فرمایا کہ سب انسان ایک جیسے ہیں۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں غریب امیر کو ایک صف میں کھڑا کر دیا۔
صرف یہی نہیں کہ نماز ہی میں سب برابر ہوں۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر جگہ سب کو برابر قرار دیا۔
اللہ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو نیک اور پرہیزگار ہے۔
جو نیکیاں کرتا ہے، اچھے کام کرتا ہے، وہ سب سے اچھا ہے۔
کالے گورے میں کوئی فرق نہیں۔

ایک کالے کو بھی اللہ نے ہی بنایا ہے اور گورے کو بھی اللہ ہی نے بنایا ہے۔
اس لیے اللہ کو سب پیارے ہیں اور سب برابر ہیں۔
غریب امیر میں کوئی فرق نہیں۔
اللہ عطا کرنے والا ہے۔ جس کو چاہے زیادہ عطا کر دے اور جس کو چاہے، کوڑی کوڑی کا محتاج کر دے۔ اس لیے امیر غریب سب برابر ہیں۔
ہمارے پیارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلاموں کو اپنے ساتھ بٹھایا۔
غلاموں کو دوسروں پر افسر بنایا۔
غلاموں کو عزّت دی۔
ایک غلام، حضرت زیدؓ کو اپنا بیٹا بنا لیا۔
اُن کے لیے اپنی پھُوپھی کی بیٹی کا رشتہ طے کر دیا۔
مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار کیوں نہ ہو۔
انھوں نے ہر کسی کو ایک جیسا پیار دیا۔
جو غریب تھے، انھیں امیروں کے برابر بٹھایا۔

جو غلام تھے، انھیں اچھے خاندان والوں کے برابر کر دیا۔

باتوں میں غریبی امیری کا فرق نہ کرنے والے اور بھی ہوں گے۔

لیکن غریبوں اور غلاموں کو اپنے خاندان کی بیٹیوں کا رشتہ دینے والے کہاں ملتے ہیں۔

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کو ایک جیسا سمجھا۔

ہمیں بتایا کہ ہم بھی کسی کو اپنے سے چھوٹا نہ سمجھیں۔

انسان کو انسان سمجھنے والے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام۔

انسان کی عزّت بنانے والے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام۔

مجھے انسانوں سے پیار کرنے والے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار ہے۔

☆-----☆

مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار ہے
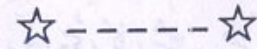
جنھیں سب کے ساتھ پیار تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازار سے گزرتے تو بوڑھی اور کمزور عورتیں آپ کو روک کر آپ سے اپنی ضرورت بیان کرتیں۔

کسی کو کوئی سودا سُلف منگوانا ہوتا یا کوئی دوسرا کام ہوتا تو آپ ان کی ضرورت پوری فرما دیتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھوٹے بچوں اور لڑکوں کی بات سنتے۔

اُن سے محبّت کے ساتھ پیش آتے۔

انھیں کھیلتے دیکھ کر خوش ہوتے۔

جو لوگ ملتے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنھیں پہلے سلام کرتے

تھے۔

غلاموں اور غریبوں کے ساتھ بیٹھ کر سادہ کھانا کھاتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سواری پر سوار ہوتے تو جو شخص پیدل جاتا ہُوا مِلتا' اُسے ساتھ سوار کر لیتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہؓ سے اپنے ذاتی کام لینے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

بازار سے سودا خود لے آتے۔

اپنے کپڑوں اور جوتوں کو خود ہی سی لیتے۔

گھر میں خود جھاڑُو دے لیتے۔

جانوروں کو خود چارہ ڈالتے۔

خود دودھ دوہ لیتے تھے۔

بلکہ جن کے گھروں میں کام کرنے والا کوئی نہ ہوتا' چھوٹے بچے یا کمزور عورتیں ہوتیں' اُن کے گھر کا کام بھی کر دیتے تھے۔

کوئی بوڑھا شخص یا چھوٹا بچہ سامان اٹھا کر جا رہا ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی مدد فرماتے۔

اُس کا سامان اٹھا لیتے۔

سامان وہاں پہنچا دیتے جہاں وہ لے جانا چاہتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس طرح ہر آدمی کے کام آتے تھے۔

ہر آدمی کے کام آنے والے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ پیار کے قابِل کون ہے۔

اللہ تعالیٰ کو بھی اُن سے پیار ہے۔

مجھے بھی اُن سے پیار ہے۔

☆-----☆

مجھے اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار ہے

جن سے زیادہ مُعاف کر دینے والا کوئی نہیں۔

جنھوں نے اپنی جان کے دشمنوں کو بھی معاف فرما دیا۔

مکّہ میں کچھ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کے دشمن
تھے۔

مسلمانوں کی جان کی دشمن تھے۔

انھیں طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ شریف سے آ کر مکہ
شریف فتح کر لیا تو ان سب کو معاف فرمادیا۔

جنھوں نے بڑی زیادتیاں کی تھیں، وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے سامنے آئے تو کانپ رہے تھے۔

پتا نہیں، ہمیں کیا سزا ملے گی۔

ہمارے کام تو ایسے تھے کہ ان کی وجہ سے ہمیں قتل کر دیا
جائے۔

ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر تکلیف پہنچائی تھی۔

شاید اب ہماری تکلیفوں کا وقت آ گیا ہے۔

ہم نے مسلمانوں کو جان سے مارا، انھیں گرم ریت پر گھسیٹا،
انھیں گھروں سے نکال دیا تھا۔

اب یہ سب کچھ ہمارے ساتھ ہونے والا ہے۔

مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ نے سب کے لیے
رحمت بنا کر بھیجا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمادیا کہ آج کسی کو کوئی
سزا نہیں دی جائے گی۔

آج سب کو معاف کیا جا رہا ہے۔

ایک آدمی ڈرتا کانپتا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آیا تو
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے تسلّی دی۔

ڈرو مت۔

میں تو اس ماں کا بیٹا ہوں جو سُوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی پہنچایا ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والوں اور ناجائز کسی پر غصہ نہ کرنے والوں سے محبّت کرتا ہے۔

خدا کرے، ہمیں بھی معاف کرنا آجائے۔

اللہ ہمارے ساتھ پیار کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے جتنا پیار کرتے ہیں، اس سے بھی زیادہ کریں۔

اور میں بھی ان سے اور زیادہ پیار کروں۔

☆-----☆

توہینِ رسولِ کریم (ﷺ) کا مُرتکب

بشیر حسین ناظم

ستمبر ۱۹۹۶ء کی اشاعتِ خصوصی "اُردو نعتیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا" (جلد دُوم) کے مقدّمے میں مدیرِ "نعت" نے لکھا تھا کہ بشیر حسین ناظم نے مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے مشہورِ زمانہ سلام کی تضمین (مطبوعہ ۱۹۹۳ء) میں حضور رحمتِ ہر عالم ﷺ کو "کائناتِ شقا" لکھ کر حضور ﷺ کی توہین کا ارتکاب کیا۔ پروفیسر منیر الحق کعبی بہل پوری نے اپنی کتاب "سلامِ رضا، تضمین، تفہیم اور تجزیہ" میں اس کی نشاندہی کی لیکن سُنا ہے کہ بشیر حسین ناظم اس پر توبہ کرنے کے بجائے منیر الحق کعبی کو بدزبانی کا ہدف بناتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو وہ ان شاء اللہ دنیا میں بھی ذلیل ہو گا اور قیامت کے دن تو اس جسارت کا نتیجہ دیدنی ہو گا ہی۔

اس پر بشیر حسین ناظم نے جو ردِّعمل ظاہر کیا ہے، وہ یہ ہے:

○ ۱۔ اس نے تین صفحے کا ایک کمپوزڈ خط مجھے بھیجا ہے جس پر اس نے اپنا نام اور پتا تو لکھا ہے لیکن دستخط نہیں کیے۔

○ ۲۔ خط UMS کے ذریعے بھجوایا گیا ہے۔ بھیجنے والے کا نام اور پتا "عبدالاحد حقّانی، وزارتِ مذہبی اُمور، اسلام آباد" تحریر ہے۔ استفسار پر عبدالاحد حقّانی (اسسٹنٹ ڈائریکٹر سیرت) نے فون پر بھی اور تحریری طور پر بھی اس خط سے بریّت کا اظہار کیا ہے۔ حبیب الرحمان (ڈائریکٹر جنرل، وزارتِ مذہبی اُمور) نے مجھے فون پر بتایا ہے کہ سیکرٹری وزارتِ مذہبی امور کے حکم پر اس معاملے کی انکوائری کی جا رہی ہے کہ حقّانی اور وزارت کا نام کیوں اور کیسے استعمال ہوا۔

○ ۳۔ اپنے "بے دستخط" خط میں ناظم نے میری بات کو "ژاژخائی" کہا ہے، مجھے "جہل

مرکّب" گردانا ہے' منیر الحق کعبی کو گالیاں دی ہیں' اسے کافر تک کہا ہے۔

○ ۴۔ میں نے اس کا محولہ بالا خط ملتے ہی درجِ ذیل خط ناظم کو بھیجا (۳۰ ستمبر کو رجسٹرڈ پوسٹ سے)

بشیر حسین ناظم!

تمہارے نام سے ایک خط مجھے عبدالاحد حقّانی (وزارتِ مذہبی امُور' اسلام آباد) نے بھجوایا ہے۔

خط کی زبان جتنی گندی ہے' اس سے گمان ہوتا ہے کہ یہ تمھی نے لکھا ہوگا'۔

لیکن اِس پر کسی کے دستخط نہیں ہیں۔ یہ بزدلی بھی تمھی سے متوقّع ہے' مگر جب تک دستخط نہ ہوں' اس پر کیا بات کی جائے۔

کیا تم اعتراف کرتے ہو کہ یہ خط تم نے لکھا ہے؟"۔

اس خط کا جواب آج (۱۹۔ اکتوبر ۱۹۹۶ء) تک نہیں آیا۔

○ ۵۔ ناظم نے لکھا ہے کہ اس نے تو "کائناتِ صفا" لکھا تھا' "یار مار اقبال احمد فاروقی" نے اپنی کم فہمی کی بنا پر یہ حرکتِ مذبوحی کی' ساری کی ساری ذمّہ داری اقبال احمد فاروقی کی ہے' اور یہ کہ مرکزی مجلسِ رضا کے اربابِ بست و کُشاد سے توبہ کے لیے کہنا چاہیے۔

اس سلسلے میں

☆ الف۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ بشیر حسین ناظم نے مجھے خط لکھنے میں جو حرکتیں کی ہیں' ان سے اس کا جُھوٹا ہونا واضح ہوتا ہے۔

☆ ب۔ اس کی تضمین ۱۹۹۳ء میں مرکزی مجلسِ رضا نے چھاپی۔ وہ مہینے میں دو ایک مرتبہ لاہور آتا ہے اور اُسے جاننے والے جانتے ہیں کہ وہ گھنٹوں مکتبۂ نبویّہ میں اقبال احمد فاروقی کے پاس بیٹھتا ہے جو آج کل عملاً "مرکزی مجلسِ رضا ہے۔

☆ ج۔ منیر الحق کعبی کی کتاب جولائی ۱۹۹۵ء میں چھپی اور یہ بھی لاہور میں اقبال احمد فاروقی کے مکتبۂ نبویّہ سے فروخت ہوتی تھی۔

☆ د۔ ۱۹۹۳ء سے لے کر آج تک ناظم نے کسی وضاحت کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ صرف منیر الحق کعبی کو گالیاں دیتا رہا۔

☆ ہ۔ اگر اس سے محض جہالت کی وجہ سے حضور ﷺ کی توہین پر مبنی الفاظ سرزد ہو گئے ہوتے تو علم ہوتے ہی وہ نشان دہی کرنے والے کا شکریہ ادا کرتا اور خود توبہ کرتا۔

☆ و۔ اگر ناشر کی غلطی ہوتی تو فوراً" اس کی اصلاح کرواتا۔ تمام نسخوں پر سٹکر لگواتا اور مرکزی مجلسِ رضا کے ماہانہ جریدے "جہانِ رضا" میں اِس غلطی پر ندامت کا اظہار کرتا۔

☆ ز۔ لیکن اس بدبخت نے ۱۹۹۳ء سے ستمبر ۱۹۹۶ء تک نہ صرف یہ کہ اس سلسلے میں کوئی اقدام نہیں کیا' بلکہ اقبال احمد فاروقی کے پاس مکتبۂ نبویّہ لاہور میں بیٹھ کر بھی اور دوسری جگہوں پر بھی منیر الحق کعبی کو گالیاں بکتا رہا۔

☆ ح۔ اپنے زیرِ نظر "بے دستخط" خط میں بھی اس نے مجھے اور کعبی کو بُرا بھلا کہا ہے بلکہ اس بدزبانی کا دائرہ امام یُوسُف بن اسماعیل نبہانی" اور امام عماد الدین ابی بکر العامری" تک وسیع کیا ہے۔

☆ ط۔ اقبال احمد فاروقی بھی توہینِ سرکارِ دو عالم ﷺ کی مسئولیت سے بچ نہیں سکتا کیونکہ اس نے ناظم کے یہ الفاظ نہ صرف شائع کئے بلکہ منیر الحق کعبی کی کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے "جہانِ رضا" میں لکھا۔ "اب ہمارے اپنے ہی ایک دانشور جناب پروفیسر کعبی صاحب نے ان "عندلیبانِ ریاضِ رضویت" کو نشانۂ تنقید بلکہ تنقیص بنا کر قابلِ ستائش قدم نہیں اٹھایا اور ہم ان کی اس علمی کاوش کی داد تحسین نہیں دے سکتے"۔

(رجب المرجب ۱۵۱۶ھ / دسمبر ۱۹۹۵ء۔ ص ۳۴)

☆ ی۔ یعنی جس کتاب میں منیر الحق کعبی نے حضور ﷺ کی توہین کے الفاظ کی نشاندہی کی' اس پر ناظم اُنھیں گالیاں دیتا رہا اور اقبال احمد فاروقی نے اِس اقدام کو ناپسند کیا' اور اسے قابلِ ستائش نہیں گردانا۔

اِن دونوں نے نہ توبہ کی ضرورت محسوس کی' نہ اس غلطی کو درست کروانے

کی۔ گویا دیدہ دلیری سے اِس توہینِ رسول ﷺ پر ڈٹے رہے۔ اب ماہنامہ "نعت" کی گرفت پر بشیر حسین ناظم نے نشاندہی کرنے والوں کو بُرا بھلا کہنے کے ساتھ وضاحت کی ضرورت محسوس کی ہے (اگرچہ اب بھی خط پر دستخط نہیں کیے) دیکھیں اب اقبال احمد فاروقی کیا مَوقف اختیار کرتا ہے۔ لیکن توبہ کی توفیق ناظم کو نہیں ہوئی، فاروقی کو کیا ہو گی حالانکہ توہینِ رسول ﷺ کے اِس اقدام کے ذمّہ دار شاعر اور ناشر، دونوں ہیں۔

مدیر "نعت" نے تو صرف حضور ﷺ کو "کائناتِ شقا" (نعوذُ باللہ) کہنے پر اعتراض کیا تھا کہ حضور ﷺ کی توہین کے حوالے سے یہی بہت بڑی جسارت ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ بشیر حسین ناظم ایسا بدنصیب نعت خواں ہے جو ہمارے سرکار ﷺ کی نعتیں پڑھ پڑھ کر اہلِ محبّت سے سیکڑوں ہزاروں کی رقم بھی بٹورتا رہتا ہے اور حضور ﷺ کی توہین کے کسی ایک لفظ پر بس بھی نہیں کرتا۔ اس نے اپنے استاد حفیظ تائب کو اِسی تضمین میں "خالی از معائب" لکھا ہے جو معصوم عن الخطا کا آزاد ترجمہ ہے اور معصوم عن الخطا نبی ہوتے ہیں، صحابۂ کرامؓ بھی نہیں ہوتے۔

بلکہ مجھے تو اب یہ بدگمانی بھی ہو رہی ہے کہ ناظم نے مشہورِ زمانہ نعتیہ مصرعے

خُلِقتَ مُبرّاً مِنْ کُلّ عَیبٍ

(آپ کو تمام معائب سے پاک پیدا کیا گیا ہے) کا اطلاق "خالی از معائب" لکھ کر حفیظ تائب پر کیا ہے کہ جس طرح آقا حضور ﷺ خالی از معائب تھے، اس طرح استاذِ ناظم بھی خالی از معائب ہے۔ کیا یہ توہینِ حبیبِ کبریا (علیہ التحیۃ والثنا) نہیں ہے؟ لیکن جس شاگرد کے اشعار میں حضور ﷺ کو "کائناتِ شقا" (العیاذ باللہ) کہا گیا ہو اور ظاہر ہے کہ یہ استاد کی نظر سے بھی گزرا ہو گا، اس میں اگر استاد کو نظیرِ رسول ﷺ قرار دیا جائے تو استاد کو کیا اعتراض ہو گا۔ لیکن کیا نامعقول شاگرد کے دیے گئے اِس "اعزاز" میں استاد کو بھی حضور ﷺ کی توہین کا کوئی پہلو دکھائی نہیں دیا؟ یا

ایں خانہ "ہمہ آفتاب" است

(باقی باقی)

پاکستان میں یہ کیا ہو رہا ہے؟

فاضل دوست محمد عالم مختارِ حق نے گزشتہ دنوں مجھے تفسیر روح البیان کا ایک ترجمہ بعنوان "فیوض الرحمان" (از محمد فیض احمد اویسی) دکھایا۔ یہ ترجمہ مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور نے ۱۹۷۸ میں شائع کیا ہے۔ پارہ دہم کی تفسیر میں ایک جگہ (نقلِ کفر، کفر نباشد) یہ لکھا ہوا ہے۔

"اب معنیٰ یوں ہوا کہ منافقین رسولُ اللہ ﷺ کی منافقت (نعوذ باللہ) سے خوش ہوئے" (ص ۳۰۵)

میں نے اسلامک اُمّہ فاؤنڈیشن کے بانی عبدالرحمان بُخاری کی مدد سے اصل تفسیر "روح البیان" دیکھی تو وہاں "مخالفتھم" کا لفظ تھا۔ ترجمے میں (ظاہر ہے کہ کتابت کی غلطی سے) مخالفت کے بجائے یہ غلط لفظ لکھا گیا۔

لیکن سوال یہ ہے کہ محمد فیض احمد اویسی نے اِس غلطی کی اصلاح کے لیے اب تک کیا کیا ہے؟ مطبوعہ نسخوں پر کوئی سٹکر وغیرہ لگوایا ہے؟ اپنی اس غلطی پر توبہ کی ہے؟ اگر ۱۹۷۸ سے لے کر اب تک اِس سلسلے میں اگر کوئی مُثبت اقدام نہیں کیا گیا، اور یہ لفظ ابھی تک اسی طرح چل رہا ہے تو تعلیماتِ دین کے سلسلے میں کی گئی تالیف و ترجمہ کی ساری کوششیں کہیں "ان تحبط اعمالھم" کی وعید کا شکار تو نہیں ہو جائیں گی۔

محترم محمد عالم مختارِ حق کے ذخیرۂ کتب میں قرآنِ پاک کا ایک نسخہ بھی نظر سے گزرا جس کے ساتھ مولانا احمد علی لاہوری کا ترجمہ اور اور تفسیری حاشیہ بھی ہے۔ قرآنِ کریم انجمن خُدام الدّین، دروازہ شیرانوالہ لاہور نے شائع کیا ہے۔ سرورق پر جلی حروف میں

اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ

لکھا ہے اور نیچے تحریر ہے۔ "مرتّبہ حضرت مولانا حاجی احمد علی صاحب"۔ اندر
چند صفحات پر علما کی آرا ہیں، "فہرستِ مضامینِ قرآنیہ" ہے اور اس کے بعد پھر اندرونی
سرورق ہے جہاں سے قرآنِ پاک شروع ہوتا ہے۔ وہاں بھی یہی الفاظ لکھے ہیں۔

قرآنِ مجید کے کسی ایڈیشن میں تاریخ طباعت درج نہیں ہوتی، اس لیے یہ نہیں
کہا جا سکتا کہ یہ نسخہ کب چھپا۔ لیکن مترجم اور محشی کا نام جس انداز میں لکھا ہے،
اس سے شک پڑتا ہے کہ مولانا احمد علی لاہوری کی زندگی میں اسی طرح چھپا ہو گا۔ اگر
ایسا ہے تو یہ کیا ہے؟۔ کیا قرآنِ پاک کی ترتیب کا کام اب انھوں نے کیا ہے؟

کیا ایسے معاملات میں ترجمہ کرنے والوں، تفسیر لکھنے والوں، چھاپنے والوں،
حکومت کے متعلقہ اداروں، ان کتابوں کو خریدنے اور پڑھنے والوں، میں سے کسی کو اس
بات کا احساس نہیں ہوتا کہ مملکتِ خداداد میں یہ کیا ہو رہا ہے۔

ابھی پچھلے شمارے (اشاعتِ خصوصی بعنوان "اُردو نعتیہ شاعری کا انسائیکلو
پیڈیا۔ حصّہ دُوم"۔ ستمبر ۱۹۹۶) کے مقدّمے میں ہم لکھ چکے ہیں کہ جامعہ محمدی شریف
(جھنگ) کے ماہانہ آرگن "الجامعہ" کے ربیع الاول ۱۴۱۷ کے شمارے میں آیۂ درود ایک
مضمون کے عنوان کے طور پر لکھی گئی ہے اور اس ایک آیت میں پانچ غلطیاں ہیں۔
مَلٰئِکَتَہٗ کے بجائے مَلٰئِکَۃٌ لکھا ہے۔ آمنوا، صلوا، اور وسلموا میں "الف" عنقا ہیں اور
وسلموا کو س کے بجائے ص سے "وصلمو" لکھا ہے۔ یہ مضمون شاید مسلسل چل رہا ہے۔
جمادی الاول جمادی الثانی ۱۴۱۷ھ کے شمارے میں اس مضمون کی تیسری قسط چھپی ہے۔
اس میں بھی وہی پانچ غلطیاں موجود ہیں۔ ظاہر ہے، دوسری قسط بھی ایسا ہی ہو گا۔

اس ملک کے دین داروں کو سوچنا چاہیے کہ ہمارے مولوی قرآنِ پاک اور
حضور ﷺ کے حوالے سے ایسی غلطیوں کے مرتکب کیوں ہو رہے ہیں، اور کیا
انھیں پُوچھنے والا کوئی نہیں۔

مقالۂ خصوصی

تحریر : رفیق احمد باجواہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الملک

دانشِ پیغمبرِ اسلام ﷺ پر ایمانِ کامل لے آنے کے لیے یہ امر ہی کافی ہے کہ
وہ تاریخِ عالم میں پہلی دانشور شخصیت ہیں جنھوں نے رنگ و نسل، قوم و وطن کے خود
ساختہ مفروضات کی نفی فرما کر وحدتِ انسانیت کا لاثانی فطری اصول اپنایا اور ایک ایسا
آئین پیش کیا جس کی عملداری میں بالآخر دگرگوں حد تک منقسم انسان، وحدتِ ملت سے
وحدتِ انسانیت تک کا سفر کامیابی کے ساتھ طے کر لیں گے۔

زمانۂ آخر کے آخری نبی ﷺ کے آخری حج کے موقع پر خطبہ یعنی خطبۂ حجۃ
الوداع کا آئینی تجزیہ کریں تو یہ دانشِ بُرہانی نمایاں ہو جاتی ہے کہ لا اِلٰہ اِلّا اللہ کا کلمۂ
طیّب انسانیت کو تقسیم کی ان گنت آلودگیوں سے مُبرّا کرنے کے لیے ایک سیاسی پیش خیمہ
ہے۔ اللہ کے سوا کوئی اور الٰہ نہیں۔ حاکمیّت فقط اللہ ہی کی ہے۔ تمام انسان فردِ واحد،
نفسِ احد کی اولاد ہیں۔ اللہ کی الٰہیت ناقابلِ تقسیم و تفریق ہے۔ حضور ﷺ پر نبوت
کا ختم ہونا مذہبی تفریق و تقسیم کو ختم کرتا ہے اور اس امر کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ
کی رسالت پر ایمان، وحدتِ ملّت کی منزل کے حصول کی ضمانت ہے۔ اور فقط اللہ کی
وحدانیت و الٰہیت و حاکمیت پر ایمان، وحدتِ انسانیت کے سفر کی راہیں منور کرتا ہے۔
کسی عربی کو عجمی پر، کسی گورے کو کالے پر، کوئی فوقیت حاصل نہیں۔ بڑائی انسان کے وجود
کو نہیں، اس کی خصلت کو، اس کے اِتقا کو حاصل ہے۔ اور اِتّقا کا حصول اللہ کے احکام
کی کامل پابندی میں مضمر ہے۔

کلیۂ ختمِ نبوت سے فقط یہی مراد نہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں
آئے گا۔ اس سے یہ بھی مراد ہے کہ بالآخر تمام انسان آپ ﷺ کی رسالت پر اور

آپ ﷺ کے لائے ہوئے آخری پیغامِ اصلاحِ انسانیت پر ایمان لا کر انسانی حاکمیت
کی پیدا کی ہوئی ہر تقسیم کو ختم کر دیں گے اور وہ دن انسانیت پر لازماً طلوع ہو گا جب
تمام انسانوں پر فقط اللہ ہی کی حاکمیت وارد و نافذ ہو گی۔ اللہ کے سوا اور کوئی الٰہ نہیں ہو
گا اور کلمۂ طیبہ کے ذریعے وارد کئے ہوئے سیاسی اصول کی الٰہیت کی قلمرو میں جملہ انسان
اپنی زندگیاں اللہ کے دیئے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے پیغام کے
مطابق گزار رہے ہوں گے۔

صلوٰۃ میں قیام کے دوران سُورۃ الفاتحہ میں جمع کا صیغہ استعمال کر کے، تنہا کھڑا
ہوا صلوٰۃ گزار غلط عربی نہیں بول رہا ہوتا، جملہ انسانوں کا نمائندہ بن کر عرض گزار و
اعلان کناں ہوتا ہے کہ "اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ"۔
گویا صلوٰۃِ مومن، وحدتِ انسانیت کی طرف پیش رفت کا عمل ہے۔ انسانیت جو انعام
یافتہ اور مغضوب افراد میں منقسم ہے۔ ایک روز صلوٰۃِ مومنین کے دوران مانگی جانے والی
یہ دعا شرفِ قبولیت ضرور حاصل کرلے گی اور تمام تر انسانیت اس صراطِ مستقیم پر گامزن
ہو گی جس پر انعام ہی انعام وارد ہو رہے ہوں گے اور کہیں ضالین ہوں گے، نہ
مغضوب۔ ہر سُو صلوٰۃ قائم ہو چکی ہو گی۔ ہر کوئی اللہ کے احکام کا پابند ہو گا۔ پابند رہنے
کے لئے اللہ کی اعانت کا طالب و منّت گزار ہو گا۔ اور یوں مقصدِ نزولِ رسالت مآب
ﷺ آخر کار بار آور ہو گا۔

اِس بے راہ روی کے زمانے میں بھی فطرت اپنے مقاصد حاصل کر رہی ہے کہ
زمانے کی بے راہ روی اگرچہ زمانے کو مصائب و مسائل میں مبتلا کر دیتی ہے، فطرت کے
مقاصد کے حصول میں حائل نہیں ہو سکتی۔ انسانوں کی حاکمیت نے کُرۂ ارض کو خلافِ
رضائے فطرت قوموں اور ملکوں میں تقسیم کر دیا اور پھر رقابتِ اقتدار نے دنیا کو پہلی
عالمگیر جنگ میں مبتلا کر دیا۔ اس جنگ میں کون سی طاقت فتح یاب ہوئی، کون سی قوت
شکست آشنا ہوئی، دانشِ بُرہانی کا اس سے کوئی تعلّق نہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ کون سی فکر
شکست آشنا ہوئی اور کس فکر نے میدان مار لیا۔

پہلی عالمگیر جنگ کے بعد لیگ آف نیشنز کا وجود میں لایا جانا ہی اس امر کا ثبوت
ہے کہ یہ انسانی فکر کہ انسانوں کو قوموں اور ملکوں میں تقسیم ہونا چاہئے، غلط اور ناکارہ
ہے، ۔۔۔ کہ یہ فکر تباہ کن جنگوں کا باعث بنتی ہے۔ لہٰذا ایک ایسا ادارہ ہونا چاہئے جو
قوموں اور ملکوں کو جنگ بازی سے روک سکے۔ اس کے بعد دوسری عالمی جنگ میں بھی
انسانوں کی یہ فکر شکست آشنا ہوئی۔ اور قوموں اور ملکوں کو جنگ سے باز رکھنے کے لئے
اقوامِ متحدہ کا ادارہ وجود میں لایا گیا۔ اور آثار نمایاں ہونے لگے کہ انسانی فکر کی ایک
مزید شکست کے بعد انسانیت قومِ واحد کے قیام پر اتفاق کرے گی اور لا الٰہ الاّ اللہ کا کلمۂ
طیّب سیاسیاتِ عالم کو طیّب کر کے اپنا آخری مقصد اور قطعی منزل حاصل کر لے گا۔
سیاسیاتِ عالم نے اگر اللہ کے سوا کسی اور کو الٰہ تسلیم نہ کیا ہوتا، انسانوں نے اللہ کی
الٰہیت کے تسلّط سے آزاد ہونے کی کاوش میں اپنی حاکمیت مختلف طریقوں اور حیلوں
بہانوں سے قائم نہ کی ہوتی، تو آج کی دنیا ان گِنت گھمبیر مصائب و مسائل میں گرفتار نہ
ہوتی۔ تفریق و تقسیم کے تسلُّط سے تو ایک گھر تک نہیں بسایا جا سکتا، ملک و وطن کو کیوں
کر بسائے رکھا جا سکتا ہے۔ پھر فانی کی حاکمیت فقط فنا کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ اس کے جلو
میں پیش قدمی انسانوں کو فکری و نظریاتی اسیری کے سوا اور کچھ مہیّا نہیں کیا کرتی۔ انسانی
زندگی کی آسائشوں اور انعامات کی بقا اسی میں ہے کہ انسان اپنے خالق کی الٰہیت میں
رہے۔

افسوس کہ سیاسیاتِ عالم نے لا الٰہ الاّ اللہ کی دانشِ سیاست کو نہ اپنایا اور
رُسوائیاں، بے چینیاں، پے در پے مصائب و مسائل اپنے مقدّر میں بقلمِ خود تحریر کر
لئے۔ نیکی اور بدی میں جو جنگ لا الٰہ الا اللہ سے انحراف نے برپا کر رکھی ہے، اس میں
نیکی کو بہرحال و بہرطور کامیاب ہونا ہے۔ منفیات اثبات پر، ابلیسیت روحانیت پر،
قنوطیت رحمت پر حاوی ہوا کرتی ہے، حاوی رہا نہیں کرتی۔ بُرائی کو بالآخر کالعدم ہونا
ہے۔ ایسا نہ ہوتا تو جنّت تعمیر نہ ہوئی ہوتی اور اہلِ دوزخ نے اظہارِ پشیمانی نہ کیا ہوتا۔
آج کے انسانوں کی حاکمیت اللہ کی الٰہیت سے سیاسی میدان میں نبرد آزما ہے۔

انسانوں کی لا الٰہ الا اللہ سے عدمِ وفا' پاکستان کی سرزمین پر دینِ اسلام کو پولنگ بُوتھ پر
کبھی سوشلزم اور کبھی جمہوریت سے ہروا سکتی ہے۔ لیکن کوئی بھی دُنیوی طاقت سوشلزم یا
جمہوریت کو کائنات کے ردِّ عمل سے محفوظ نہیں رکھ سکتی۔ جسے یقین نہ ہو' وہ سوشلزم
کے علمبردار سوویٹ روس کے انجام دیکھ لے اور پاکستان میں لادین جمہوریت کے
علمبرداروں کی حاکمیت کی بے بسی ملاحظہ کر لے' کہ چیف ایگزیکٹو اپنے بھائی کی ناگہاں
موت پر اپنے گھر میں اور بوقتِ دفن قبرستان میں داخل ہونے سے معذور ہو گئیں۔ جن
پر تکیہ ہو وہی پتّے بھڑکتی ہوئی آگ کو ہوا دینے لگیں تو عبرت! عبرت یا اولی الابصار۔

دنیا بھر کے نظام ہائے جمہوریت جس عبرت آمیز سلیقے سے اکیسویں صدی میں
داخل ہوں گے' وہ منظر دیدنی تو ہو گا مگر سیاست کاروں کے لیئے نہیں۔ بندوں کی حاکمیت
اپنی مکمل تباہی کے لیئے سامانِ حرب اکٹھا کر چکی۔ اب اس کے استعمال پر پابندیاں عائد
کروانے کے لیئے بین الاقوامی عالمی سطح پر کوشاں ہے اور فطرت ان کے ذخیروں کو اوجڑی
کیمپ کا مقدر منظر کروانے کی طرف راغب ہے۔

عالمی امن لا الٰہ الا اللہ پر فکری و مادی عمل کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ پہلے وحدتِ
ملت اور بالآخر وحدتِ انسانیت اگر سیاسیاتِ عالم کی منازل نہیں تو جانو' انسانی سیاسی فکر
اندھے کنوئیں میں پابندِ سلاسل بھی ہے اور رقصاں بھی۔ افکارِ سیاست سے ناآشنا
سیاست کارو! اپنے اقتدار کے لیئے نہیں' لا الٰہ الا اللہ کے عملی نفاذ کے لیئے کمربستہ ہو
جاؤ۔ میدانِ سیاست میں کونے تلاش نہیں کرتے' میاں میدان صف آرا ہوا کرتے
ہیں۔ جو جنگِ بدر نہ ہو' وہ جنگ دربدر کر دیا کرتی ہے۔ اللہ کے سوا الٰہ بن جانے کے
لیئے عمل پیرا نہ ہوں' اپنی ذات کی نفی نہ ہو تو فکر کا اثبات حاصل نہیں ہوا کرتا۔ اگر کسی
طرح سے مجلس میسّر ہی آگئی ہے تو غزل سرا نہ ہو' نعت خواں بنو۔ معشوق اور محبوب کی
نہ تلاش ایک سی ہوتی ہے' نہ یاد۔ گڑیا کی شادی اور بیٹی کی شادی کے دوران رسوم میں
چاہے کوئی فرق نہ ہو' جذبات ہرگز ایک سے نہیں ہوتے۔ اور سیاست محض کھیل کا
نہیں' جذبات و افکار کا ماحصل ہوتی ہے۔ ایسا نہ ہو تو سیاست محض سیاہ کاری ہے۔

کائنات کا حُسنِ انتظام اللہ کی الٰہیت و ربوبیت کا مرہونِ احسان ہے۔ جس کا
رب ہی اس کا الٰہ نہ ہو' اس کی پرورش میں کوتاہیوں کا در آنا لازم سا ہو جاتا ہے۔ جس
کا پیدا کرنے والا ہی اس کا پرورش و تربیت کنندہ نہ ہو' وہ افکار کی دنیا میں بھیک مانگتا ہُوا
یتیم ہوتا ہے اور سیاسی یتیمی کی واحد چھتر چھاؤں اللہ کی الٰہیت کا سایہ ہے۔ ورنہ انسان
بندوں کی حاکمیت کی دھوپ میں یوں چلچلاتا ہے کہ اس کی فکر کا دم پھُول کر ٹوٹ جاتا
ہے۔ پاکستان کا مطلب اگر لا الٰہ الا اللہ نہیں تو پھر یہ سرزمینِ پاک لوگوں کا آستان بھی
نہیں۔ اگر یہاں پر اللہ کے سوا اور الٰہ بھی ہیں تو پھر قلمروِ سیاست کا ہر غزنوی سومنات
تعمیر کر رہا ہے اور سومنات کی دیوی گُرز سنبھالے ہوئے سرِ محمُود کو ہدف بنائے بیٹھی ہے
اور یہاں کے عوام النّاس کشکول اُٹھائے مندر کے دروازے کے باہر بُتوں کے پُجاریوں
سے اللہ کے نام پر بھیک مانگ رہے ہیں۔ ہر بھکاری دوسرے بھکاری کا رقیب ہے اور
اپنے کشکول کے سوا کسی اور شے کی توحید کا قائل ہی نہیں۔ اور پیغمبرِ آخر الزمان
ﷺ کا یہ لاثانی درس بھول چکا ہے کہ نظامِ کائنات میں اللہ کے سوا کسی کو الٰہیت
زیبا ہی نہیں اور انسانی فکر اگر اس کی الٰہیت کی قائل نہ رہے تو انسانی اذہان و اجسام کی
ربوبیت مُشرکانہ ہو جاتی ہے اور نظمِ کائنات میں اس سے بڑی کوتاہی اور کوئی ہے ہی
نہیں۔

ہمارے ہاں جو آئے دن اور روزمرّہ صدر اور وزیرِ اعظم کی آئینی تقسیمِ حاکمیت
اپنوں کو بے گانہ بنا دیتی ہے' اس کی بنیادی وجہ غیر اللہ کی حاکمیت کا نفاذ ہے۔ پاکستان کی
تخلیق اللہ اور بندوں کی مشترکہ حاکمیت کے لیئے نہیں تھی۔ یہ جو عدل انتظام سے پیچھا
چُھڑا رہا ہے اور انتظام عدل سے کنارہ کش ہو رہا ہے' اس کی بنیادی وجہ منتظم کا عدل
سے عاری ہو جانا اور عدل کا انتظام سنبھالنے کے لیئے رالیں بہانا ہے۔

فکری توحید نہ رہے تو تضادات عمل پیدا ہو جایا کرتے ہیں۔ دانشِ پیغمبر آخر
الزماں ﷺ نے اس کا کیا علاج تجویز کیا کہ مرض کا جڑوں تک مفقود ہو جانا اور شجرِ
سیاست کا شفائے کُلّی پا جانا یقینی ہو گیا' پھر کبھی عرض کریں گے۔ فی الحال لا الٰہ الا اللہ میں

پنہاں دانش کی نشان دہی پر اکتفا کیا جائے تو مناسب ہو گا۔ یہ دانشِ پنہاں وحدتِ افکار و اعمال کی نشان دہ ہی نہیں، وحدتِ انسانیت کے لیئے روشن کی گئی شمع کی روشنی کو بھی اُجاگر کر رہی ہے۔

یہ امر بھی واضح رہے کہ محمدؐ رسول اللہ ﷺ کسی قوم یا ملک کے لیئے نہیں، پوری انسانیت کے لیئے منصبِ پیغمبری پر فائز کیئے گئے ہیں۔ اور اس منصب کی عطا میں بھی وحدتِ انسانیت کی تمنّا پنہاں و رقصاں ہے۔ یوں! جیسے پانی میں سیراب کرنے کی تمنا لہرا رہی ہوتی ہے۔ آج کے سیاسی دانشوروں کا فرض ہے کہ اِس دانش کو نمایاں کریں۔ انسانوں کی طبقاتی، لسانی، قومی، ملکی و نسلی تقسیم سے باز رہیں۔ ذاتی عہدہ طلبی و جاہ و اقتدار پرستی سے کنارہ کش ہوں اور عالمِ انسان پر اللہ تعالیٰ کی الٰہیت و حاکمیت و ربوبیت کے اِن سنہری اصولوں پر عمل پیرا ہو کر اپنے سیاسی انعامات کو پیغمبرِ آخر الزمان ﷺ کی سیاست کے دل آویز رنگوں میں رنگ کر دنیا و آخرت میں سُرخرو ہوں۔

لوگوں کے حاکم بن جانے کے لیئے سیاسی جدّوجُہد کرنے والے اللہ کی حاکمیت کے علمبردار بن کر اللہ کے خلیفہ بن جانے کی تمنّا کیوں نہیں رکھتے، خلافتِ رسول ﷺ کے کیوں خواہاں نہیں۔ شاید اس لیئے کہ اِن مناصب ہی سے آگاہ نہیں، یا اِن کے اندازِ فکر نے ان کے قلوب سربمُہر کر دیئے ہیں۔

۱۹۹۶ء کے خاص نمبر

جنوری	لُطف بریلوی کی نعت
فروری	نعت ہی نعت (حصہ ششم)
مارچ، اپریل	نعت نمبر (اردو نعتیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا۔ حصہ اوّل)
مئی	ہجرتِ مصطفیٰ ﷺ
جون	سرکار ﷺ دی سیرت (پنجابی)
جولائی	حضور ﷺ کے لیئے لفظ "آپ" کا استعمال
اگست	ظہورِ قُدسی
ستمبر، اکتوبر	نعت نمبر (اُردو نعتیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا۔ حصہ دُوم)
نومبر	مجھے اُن ﷺ سے پیار ہے۔
دسمبر	اٹک کے نعت گو

تعزیت

فیصل آباد کے معروف شاعر جناب نور کپورتھلوی کے برادرِ خورد، جواں سال شاعر، نقّاد اور خادمِ نعت اظہار احمد گلزار کے والدِ گرامی فیصل آباد کے معروف شاعر اور نعت گو جناب رانا گلزار احمد خاں ۷ اکتوبر ۱۹۹۶ء کو انتقال کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ادارہ مرحوم کی مغفرت اور پس ماندگان کے لیئے صبرِ جمیل کی دعا کرتا ہے۔
ادارہ ڈاکٹر اظہار احمد گلزار کے ساتھ اِس غم میں برابر کا شریک ہے۔

SHAHEEN FOOD

معیاری اشیاء کی خریداری میں قابلِ اعتماد نام

اسپیشل ڈرائی فروٹ

• بادام گری (۲۰۰ گرام) • بادام ثابت کاغذی (۲۰۰ گرام) چھوہارے (۲۰۰ گرام)
• خشخاش (۲۰۰ گرام) • سونف (۲۰۰ گرام) • کشمش (۱۰۰ گرام) • کوکونٹ (۱۰۰ گرام)
• چھلکا اسبغول (۱۰۰ گرام) • املی (۱۰۰ گرام) • آلو بخارا (۱۰۰ گرام) • ساگودانہ (۱۰۰ گرام)

تیار کردہ: **ایم ایم خان اینڈ کمپنی** (رجسٹرڈ) اسلام پورہ لاہور
رجسٹرڈ گورنمنٹ سپلائرز۔ گورنمنٹ آف پاکستان لاہور

اے خاورِ حجاز کے رخشندہ آفتاب
صبحِ ازل ہے تیری تجلّی سے فیض یاب

سلطانی انجینئرنگ سروسز

۴۔ رسول پارک۔ اچھرہ۔ لاہور

فون: ۷۵۹۲۰۱۵

کرینوں کی خرید و فروخت اور
کرائے پر حاصل کرنے کے لیے

ہم سے رجوع کریں